سلسلہ ۱۵۳۵/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قصص الانبیاء علیہم السلام

حصہ چہارم

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

مترجم: ڈاکٹر قاری فیوض الرحمٰن

صدیقی ٹرسٹ

صدیقی ہاؤس النظر اپارٹمنٹس ۲۵۸ گارڈن ایسٹ نزد سبیلہ چوک کراچی

صدیقی ٹرسٹ پوسٹ بکس ۶۰۹ کراچی

مقدمہ

تمام تعریف اللہ کیلئے اور سلام اس کے ان بندوں پر جنہیں اس نے چنا ہے، اس کے بعد ان سطور کے لکھنے والا اللہ کا شکر ادا کرتا ہے کہ اس نے تیس سال کی طویل مدت کے بعد اسے بچوں کیلئے نبیوں کے قصوں کی طرف متوجہ کیا۔ اس سلسلہ کا آغاز ۱۳۶۴ھ/۱۹۴۴ء میں ہوا تھا اور اس کے تیسرے حصہ جو کہ سیدنا موسیٰ علیہ وعلی نبیّنا الصلوٰۃ والسلام پر مشتمل ہے وہ ۱۳۶۵ھ/۱۹۴۶ء کو مکمل ہوا، اس کے بعد مؤلف دیگر تصنیفی وتالیفی کاموں میں مشغول ہوگیا اور اسے طویل اور مسلسل سفر کرنے پڑے جنہوں نے اسے اس سلسلہ کی تکمیل سے ہٹائے رکھا جسے اللہ نے برصغیر ہند اور عرب ملکوں کے تعلیمی حلقوں، قومی اور سرکاری سکولوں میں بڑی قبولیت عطاء فرمائی تھی، اس کے بیروت اور قاہرہ سے کئی ایڈیشن شائع ہوئے

تعلیم وتربیت سے متعلقہ اصحاب اور اہل فکر نے سیدنا موسیٰ کے بعد باقی رہ جانے والے نبیوں کے ان قصوں کی تکمیل کیلئے اصرار کیا اور اس سلسلہ کو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے قصہ پہ مکمل کرنے پر زور دیا، وہی اس سلسلہ کی خوشبو اور مقصود ومطلوب ہے۔

انہی اصحاب علم اور اہل فکر نے مؤلف کے دوسرے کاموں کی نسبت اس کام کو سب سے بہتر اور لائق سمجھا تھا۔ مؤلف بعض اوقات

یہ سمجھتا تھا کہ بُعدِ زمانہ کے باعث یہ کام اب اس کے لئے آسان نہیں رہا اور اس کے لئے بچوں کی سطح، ان کے اسلوب اور اس زبان پر جسے وہ سمجھ سکیں اترنا مشکل ہے لیکن اللہ نے اس کے لئے یہ مشکل آسان کردی اور اس نے ۱۳۹۵ھ میں چوتھا حصہ پیش کردیا جو قارئین کے ہاتھ میں ہے، پھر اللہ نے اسے پانچواں حصہ پیش کرنے کی توفیق عطاء فرمائی جو سیرت نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر مشتمل ہے، اس کے بعد انشاء اللہ عنقریب وہ جزو آئے گا، اس خدا کا شکر ہے جس کی عزّت وجلال سے ہی نیکیاں پایۂ تکمیل کو پہنچتی ہیں اور درود وسلام ہو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو اس کی مخلوق میں سب سے بہتر ہیں

ابوالحسن علی الندوی
دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنو
۱۶ شوال ۱۳۹۶ھ

نوٹ:-

قارئین حضرات اس کتاب کو پڑھتے ہوئے درج ذیل اشارون کا خیال رکھیں۔ شدوالے حرفوں میں زبر شد کے اوپر ہوگی جیسے "قِصَّہ" کے کلمہ میں آپ صاد کے اوپر اسے دیکھ رہے ہیں اور زیر شد کے نیچے ہوگی جیسے آپ سیِّد کے کلمہ میں دیکھ رہے ہیں اور پیش شد کے اوپر ہوگی جیسے "کُلٌّ" کے کلمہ میں لام کے حرف میں دیکھتے ہیں۔ پورے جملہ میں دیکھئے۔

"هُوَ كُلُّ مَا حَكَاهُ اللّٰهُ فِي الْقُرْاٰنِ"

(وہ وہی ہے جو اللہ نے قرآن میں بیان کیا ہے)

سیّدنا شعیب علیہ السّلام کا قصّہ

گذشتہ قصّوں پر ایک نظر

آپ نے سیدنا ابراہیم اور سیدنا یوسف کا قصّہ پڑھا، اور آپ نے سیّدنا نوح، ہود اور صالح کا قصّہ پڑھا، سیّدنا موسٰی کا قصّہ آپ نے کسی قدر تفصیل اور تطویل سے پڑھا اور یہ سب کچھ آپ نے بڑے ذوق وشوق اور دلچسپی اور عظمت سے پڑھا آپ کے دلوں میں ان پیارے اور متاثر کرنے والے قصّوں نے جگہ لے لی، اور آپ کے حافظہ نے انہیں یاد رکھا، اور آپ کی زبانوں پر ان کا عام تذکرہ ہونے لگا اور لوگوں نے آپ کو اپنے چھوٹے بھائیوں سے یہ قصّے بیان کرتے ہوئے دیکھا، اور یہ بھی دیکھا کہ آپ اپنے ماں باپ سے اور بڑے بھائیوں کے سامنے ان کا بار بار تذکرہ کرتے ہیں، اور اس تذکرہ میں آپ کو لطف آتا ہے اور آپ مزے لے لے کر بیان کرتے ہیں۔

۲- حق و باطل کے درمیان کشمکش کا قصّہ

اور کوئی تعجّب کی بات نہیں کہ یہ مؤثر اور دلچسپ قصّے ہیں، اور یہ حق و باطل، علم اور جہالت، نور اور ظلمت، انسانیت اور حیوانیت اور

یقین اور گمان اور اندازہ کے درمیان کشمکش کے قصے ہیں، پھر یہ باطل پر حق اور علم کی جہالت پر، اور کمزور کے طاقت ور پر، اور تھوڑے لوگوں کے زیادہ لوگوں پر غلبہ کے قصے ہیں، یہ ایسے قصے ہیں جن میں علم و حکمت اور موعظت و نصیحت ہے۔ اور اللہ بزرگ و برتر نے سچ فرمایا۔

"ان (انبیاء و امم سابقین) کے قصہ میں سمجھ دار لوگوں کے لئے (بڑی) عبرت ہے، یہ قرآن (جس میں یہ قصے ہیں) کوئی تراشی ہوئی بات تو ہے نہیں (کہ جس سے عبرت نہ ہوتی) بلکہ اس سے پہلے جو (آسمانی) کتابیں ہو چکی ہیں یہ ان کی تصدیق کرنے والا ہے۔ اور ہر (ضروری) بات کی تفصیل کرنے والا ہے اور ایمان والوں کیلئے ذریعہ ہدایت و رحمت ہے"

(سورہ یوسف: ۱۱۱)

۳۔ اور مدین کی طرف انکے بھائی شعیب

اور نبیوں کے قصوں میں سے جو ہم نے آپ کو بتائے ہیں وہ سب کے سب جو قرآن میں ہیں بیان نہیں کیے بلکہ قرآن میں ان کے علاوہ اور بھی قصے ہیں۔ ان میں اللہ کے نبی شعیب کا قصہ ہے جنہیں اللہ نے مدین اور اصحاب الایکہ کی طرف بھیجا، اور وہ کاروباری لوگ تھے اور وہ ساحل بحر احمر پر یمن اور شام کے درمیان بڑی تجارتی شاہراہ پر تھے۔ وہ اللہ سے غیروں کو شریک ٹھہراتے جیسا کہ ہر زمانے میں نبیوں کی امتوں نے کیا بلکہ انہوں نے مزید اس پر یہ کیا کہ ترازو اور وزن کم تولتے اور وزن میں ڈنڈی مارتے اور قافلوں کے سامنے آجاتے، انہیں دھمکیاں دیتے اور

ڈراتے اور زمین میں ان امیروں اور طاقتوروں کی طرح فساد پھیلاتے جو حساب کتاب سے نہیں ڈرتے اور نہ انہیں عذاب کا خوف ہوتا ہے اللہ نے ان کی طرف اپنے رسول شعیب کو بھیجا، وہ انہیں دعوت دیتے اور انہیں انجام سے ڈراتے تھے اور ان سے یہ کہتے تھے " اے میری قوم! تم (صرف) اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود (بننے کے قابل) نہیں، اور تم ناپ اور تول میں کمی مت کیا کرو (کیونکہ) میں تمہیں فراغت کی حالت میں دیکھتا ہوں، اور مجھ کو تم پر اندیشہ ہے ایسے دن کے عذاب کا جو انواع مصائب کا جامع ہوگا۔ اور اے میری قوم! تم ناپ اور تول پوری کیا کرو اور لوگوں کا ان چیزوں میں نقصان مت کیا کرو اور (شرک اور نقصِ حقوق کر کے) زمین میں فساد کرتے ہوئے حد (توحید وعدل) سے مت نکلو۔" (سورہ ہود: ۸۴، ۸۵)

شعیب علیہ السلام کی دعوت

ان سے مفصّل بات کرتے، اور ان میں مال کی محبت اور زیادتی کی جو پھانس تھی اسے حل کرتے اور فرماتے " لوگوں کا مال ظلم اور خیانت سے لینے سے بہتر وہ نفع ہے جو تمہیں صحیح ترازو اور تول سے حاصل ہوگا۔ اور جب تم اپنی اور ان لوگوں کی زندگی پر غور کرو گے جنہوں نے مال جمع کیا تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ جو انھوں نے کمایا ہے وہ ڈنڈی مار کر، اور کم تول کر اور خیانت سے کمایا ہے اور اس کا انجام بھی نقصان ہے۔ یا بگاڑ اور مصیبت ہے، یا چرا لیا جائے گا یا لوٹ لیا جائے گا یا وہاں خرچ کیا جائے گا جہاں اللہ راضی نہ ہو یا اس مال پر ایسا شخص مسلط کر دیا جائے گا جو اس سے کھیلے

گا اور اسے ضائع کر دے گا، اور وہ تھوڑا مال جو نفع دے اس سے کہیں بہتر ہے جو نفع نہ دے " آپ فرما دیجئے کہ ناپاک اور پاک برابر نہیں اگرچہ ناپاک کی کثرت آپ کو تعجب میں ڈال دے"۔

اور میری نصیحت تمہارے لئے خالص اور مخلصانہ ہے، اور تنہا اللہ ہی تمہارا نگران ہے اور وہ ان سے نرمی، حکمت علم اور بصیرت سے کہتے:

" اللہ کا دیا جو کچھ مال (حلال مال) بچ جائے وہ تمہارے لئے (اس حرام کی کمائی) بدرجہا بہتر ہے اگر تم کو یقین آوے (تو مان لو) اور میں تمہارا پہرہ دینے والا تو ہوں نہیں" (ہود : ۸۶)

۵۔ نہایت مہربان والد اور حکمت والے معلم

اور طرح طرح سے ان سے بات کرتے اور مختلف انداز سے انہیں مہربان والد اور حکمت والے معلم کی طرح نصیحت کرتے اور کہتے:

" اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں، تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف واضح دلیل آچکی ہے تو تم ناپ اور تول پوری کیا کرو، اور لوگوں کا ان کی چیزوں میں نقصان مت کیا کرو اور روئے زمین میں بعد اس کے کہ اس کی درستی کر دی گئی فساد مت پھیلاؤ یہ تمہارے لئے ہے اگر تم تصدیق کرو، اور تم سڑکوں پر اس غرض سے مت بیٹھا کرو کہ اللہ پر ایمان لانے والوں کو دھمکیاں دو، اور اللہ کی راہ سے روکو، اور اس میں کجی کی تلاش میں لگے رہو، اور اس حالت کو یاد کرو جبکہ تم کم تھے پھر اللہ تعالیٰ نے تم کو زیادہ کر دیا اور دیکھو

کہ کیسا انجام ہوا فساد کرنے والوں کا" (الاعراف: ۸۵ ـ ۸۶)

۶ـ ان کی قوم کا جواب

اس دعوت کی تفسیر میں ان کے ذہین لوگوں نے باریک بینی سے کام لیا، اور انہوں نے بڑے متکبرانہ انداز میں کہا جیسے انہوں نے کوئی راز ڈھونڈھ لیا ہو یا کوئی عقدہ حل کیا ہو۔

"وہ لوگ (یہ تمام نصائح سن کر) کہنے لگے کہ اے شعیب! کیا تمہارا (مصنوعی اور وہمی) تقدس تم کو (ایسی ایسی باتوں کی) تعلیم کر رہا ہے کہ ہم ان چیزوں کو چھوڑ دیں کہ ہم اپنے مال میں جو چاہیں تصرف کریں، واقعی آپ ہیں بڑے عقلمند دین پر چلنے والے"۔ (هود: ۸۷)

۷ـ شعیب اپنی دعوت کی تشریح کرتے ہیں

شعیب نے ان سے مہربانی کا سلوک کیا، ان پر سختی کی اور نہ غصہ ہوئے، اور انہیں سمجھایا کہ اس دعوت اور نصیحت پر وہ جو ان میں بُرے اخلاق تھے اور ظالمانہ روش تھی اس پر ایک طویل خاموشی کے بعد اور ان سے کسی قسم کا تعرض نہ کرنے کے بعد اس لئے آئے ہیں کہ انہیں اللہ نے اخیر میں نبوت اور وحی سے لوازا اور ان کا سینہ اس لئے کھول دیا اور اپنے ہاں سے انہیں روشنی عطا فرمائی اور انہیں کسی قسم کا حسد نہیں آتا اس لئے کہ اللہ نے انہیں غنی بنایا ہے اور حلال رزق عطا کیا ہے، اور وہ اس

وجہ سے خوش نصیب ہیں مطمئن اور فارغ البال ہیں اور زبان اور دل سے اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں۔ پھر یہ بات بھی نہیں ایسے کام سے روک رہے ہیں جو خود کرتے ہوں اور ایسی چیز سے منع کرتے ہوں اور خود اس سے منع نہ ہوتے ہوں اور وہ ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جو لوگوں کو تو نیکی کا حکم دیتے ہوں اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہوں اور نہ ان لوگوں میں سے ہیں جو کہتے تو ہوں مگر عمل نہ کرتے ہوں، وہ تو صرف ان کی اصلاح اور سعادتمندی چاہتے ہیں جو ان کے سروں پر منڈلا رہا ہے، بے شک تمام فضل اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹتا ہے اور اسی پر ان (شعیب) کا اعتماد ہے۔

"شعیب نے فرمایا کہ اے میری قوم بھلا یہ تو تبلاؤ کہ اگر میں اپنے رب کی جانب سے دلیل پر (قائم) ہوں اور اس نے مجھ کو اپنی طرف سے ایک عمدہ دولت (نبوّت) دی ہو تو پھر کیسے تبلیغ نہ کروں اور میں یہ نہیں چاہتا ہوں کہ تمہارے برخلاف ان کاموں کو کروں جن سے تم کو منع کرتا ہوں، میں تو اصلاح چاہتا ہوں جہاں تک میرے امکان میں ہے اور مجھ کو جو کچھ (عمل و اصلاح کی) توفیق ہو جاتی ہے صرف اللہ ہی کی مدد سے ہے، اس پر میں بھروسہ کرتا ہوں اور اسی کی طرف (تمام امور میں) میں رجوع کرتا ہوں۔ (ہود: ۸۸)

۸۔ ہمیں تمہاری اکثر باتوں کی سمجھ نہیں آتی

شعیب نے جو چاہا قوم نے تجاہل کیا، جیسے وہ ان سے کسی غیر زبان میں بات کر رہے ہوں، حالانکہ وہ اسی شہر کے رہنے والے اور قوم کے بھائی تھے یا پھر ان کی بات صاف تھی اور نہ واضح، حالانکہ وہ کلام کے لحاظ سے ان میں سب

سے زیادہ فصیح و بلیغ تھے اور لوگ اسی طرح کہتے ہیں جب ان پر نصیحت گراں گزرے اور کام دشوار اور سخت ہو۔

شعیبؑ کا قوم سے تعجب

اور قوم کے لوگوں نے ان کے اکیلے ہونے اور کمزور ہونے کا تجزیہ کرلیا اور اگر وہ (شعیبؑ) ان کے رشتہ دار اور قبیلے سے نہ ہوتے تو انہیں سنگسار کر دیتے اور ان سے چھٹکارا حاصل کر لیتے، شعیبؑ کو یہ بات ناگوار معلوم ہوئی اور انہیں تعجب ہوا کہ کہاں ان کا وہ قبیلہ جو بیماریوں، ہلاکت، کمزوری اور عاجزی کا نشانہ ہے اور وہ اللہ جو غالب، قدرت والا، طاقتور اور زبردست ہے۔

انہوں نے کہا کہ اے شعیبؑ! بہت سی باتیں تمہاری کہی ہوئی ہماری سمجھ میں نہیں آتیں، اور ہم تم کو اپنے (مجمع) میں کمزور دیکھ رہے ہیں اور اگر تمہارے خاندان کا (کہ ہمارے ہم مذہب ہیں ہم کو) پاس نہ ہوتا تو ہم تم کو (کبھی کا) سنگسار کر چکے ہوتے اور ہماری نظر میں تو تمہاری تو کچھ توقیر ہی نہیں۔ شعیبؑ نے جواب میں فرمایا کہ اے میری قوم کیا میرا خاندان تمہارے نزدیک (نعوذ باللہ) اللہ سے بھی زیادہ باتوقیر ہے اور اس کو (اللہ کو) تم نے پس پشت ڈالدیا، یقیناً میرا رب تمہارے سب اعمال کو اپنے علم میں احاطہ کئے ہوئے ہے۔

(ہود: ۹۲)

۱۰۔ آخری تیر

اور جب ان کی دلیل ختم ہوگئی تو انہوں نے آخری تیر چھوڑا جسے ہر امت کے متکبروں نے اپنے نبی اور اس کے پیروؤں کیلئے چھوڑا،

"ان کی قوم کے متکبر سرداروں نے کہا کہ اے شعیب! ہم آپ کو اور جو آپ کے ہمراہ ایمان والے ہیں ان کو اپنی بستی سے نکال دیں گے یا یہ ہو کہ تم ہمارے مذہب میں پھر آجاؤ" (الاعراف: ۸۸)

۱۱۔ دلیلِ قاطع

پس ان کا جواب ایسے شخص کا جواب تھا جسے اپنے دین پر فخر ہو، اور وہ اپنے ضمیر اور عقیدے میں غیور رہوں،

"شعیب نے جواب دیا کہ کیا ہم تمہارے مذہب میں آجاویں گے گو ہم اس کو (بدلیل وبصیرت) مکروہ سمجھتے ہیں۔ ہم تو اللہ پر بڑی تہمت لگانے والے ہو جاویں (اگر خدا نہ کرے) ہم تمہارے مذہب میں آجاویں (خصوصاً) بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس سے نجات دی ہو، اور ہم سے ممکن نہیں کہ تمہارے مذہب میں پھر آجاویں لیکن ہاں یہ کہ اللہ ہی نے جو ہمارا مالک ہے (ہمارے) مقدر (میں) کیا ہو، ہمارے رب کا علم ہر چیز کو محیط ہے۔ ہم اللہ ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار ہمارے اور ہماری (اس) قوم کے درمیان میں فیصلہ کر دیجئے حق کے موافق، اور آپ

سب سے اچھا فیصلہ کرنے والے ہیں"۔ (الاعراف ۸۸-۸۹)

۱۲- بلکہ انہوں نے پہلوں کی طرح کہا

پس اس بات نے انہیں کوئی نفع نہ دیا، بلکہ انہوں نے پہلے جیسے لوگوں کی طرح بات کی" وہ لوگ کہنے لگے کہ بس تم پر تو کسی نے بھاری جادو کر دیا ہے اور تم تو محض ہماری طرح (کے) ایک (معمولی) آدمی ہو اور ہم تو تم کو جھوٹے لوگوں سے خیال کرتے ہیں۔ سو اگر تم سچوں میں سے ہو تو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دو"۔ (الشعراء ۱۸۵- ۱۸۷)

۱۳- اس امّت کا انجام جس نے اپنے نبی کو جھٹلایا۔

ہر امت جس نے اپنے نبی کو جھٹلایا اور اللہ کی نعمت کی ناشکری کی، (اس کا) انجام ایک ہی تھا" ان کو زلزلوں نے آپکڑا، سو اپنے گھر میں اوندھے کے اوندھے پڑے رہ گئے۔ جنہوں نے شعیب کی تکذیب کی تھی ان کی یہ حالت ہو گئی جیسے ان کے گھروں میں کبھی بسے ہی نہ تھے جنہوں نے شعیب کی تکذیب کی تھی وہی خسارہ میں پڑ گئے۔ (الاعراف ۹۱-۹۲)

۱۴- پیغام پہنچا دیا اور امانت ادا کر دی

دوسرے نبیوں کی طرح شعیب نے بھی اللہ کا پیغام پہنچا دیا اور امانت ادا کر دی، اور دلیل قائم کر دی" اس وقت شعیب ان سے منہ موڑ کر چلے اور فرمانے لگے کہ اے میری قوم! میں نے تم کو اپنے پروردگار کے احکام پہنچا دئے تھے اور میں نے

تمہاری خیر خواہی کی، پھر میں ان کافر لوگوں پر کیوں رنج کروں"۔

(الاعراف : ۹۳)

داؤد اور سلیمان علیہما السلام کا قصہ

قرآن نے بیتے ہوئے دلوں (ایام اللہ) کے ذکر پر ہی اکتفا نہیں کیا اور نہ اس پر اکتفا کیا جو نبیوں اور رسولوں کو اپنی اپنی امتوں کی طرف سے جھٹلائے جانے، مذاق کیے جانے، توہین کئے جانے اور ٹھکرا دئے جانے کی صورت میں تکلیفیں پیش آئیں یا ان امتوں پر رسولوں کو جھٹلانے اور ان کا مذاق اڑانے، ان کے لئے سازشیں کرنے اور قتل کے ارادے کرنے کے سبب عذاب، ہلاکت اور تباہی آئی جیسا کہ نبیوں کے قصوں میں گزر چکا ہے

۱: قرآن اللہ کی نعمتوں کی بات کرتا ہے

بلکہ قرآن پاک نے اللہ کی نعمتوں کا بھی ذکر کیا ہے، کبھی اختصار اور کبھی تفصیل سے ان بہت سی نعمتوں کا تذکرہ کیا ہے جن سے اللہ نے بہت سے نبیوں کو نوازا، ان میں داؤد اور سلیمان، ایوب اور یونس اور زکریا اور یحیٰی ہیں، جہاں تک داؤد اور سلیمان کا تعلق ہے، اللہ نے انہیں زمین میں اقتدار دیا اور ان کی بادشاہی کو وسعت دی، اور ان کا علم بڑھایا اور ان دونوں کو وہ کچھ سکھایا جس سے لوگ جاہل تھے، طاقتوروں اور سرکشوں کو ان کے

تابع کر دیا اور حیوانات اور جمادات کو ان کا مطیع کر دیا۔

"اور ہم نے داؤد اور سلیمان کو (شریعت اور ملک داری کا) علم عطا فرمایا اور ان دونوں نے (اپنے شکر کیلئے) کہا کہ تمام تعریفیں اللہ کے لئے سزاوار ہیں جس نے ہم کو اپنے بہت سے ایمان والے بندوں پر فضیلت دی۔ اور (داؤد کی وفات کے بعد) کے قائم مقام سلیمان ہوئے، اور انہوں نے (اظہار شکر کیلئے) کہا کہ اے لوگو! ہم کو پرندوں کی بولی (سمجھنے) کی تعلیم دی گئی ہے اور ہم کو (سامان سلطنت کے متعلق) ہر قسم کی چیزیں دی گئی ہیں واقعی یہ (اللہ تعالیٰ) کا صاف فضل ہے" (النمل: ۱۶)

۲۔ داؤدؑ پر اللہ کا انعام

جہاں تک داؤد کا تعلق ہے پس اللہ نے پہاڑوں اور پرندوں کو ان کے تابع کر دیا، وہ تسبیح اور دعائیں ان کے ساتھ ہوتے، اللہ نے انہیں زرہ (شیلڈ) کی صنعت سکھائی اور ان کیلئے لوہا نرم کر دیا" اور ہم نے داؤد کو اپنی طرف سے بڑی نعمت دی تھی۔ اے پہاڑو! داؤد کے ساتھ بار بار تسبیح کرو اور اسی طرح پرندوں کو بھی حکم دیا اور ہم نے ان کے واسطے لوہے کو (مثل موم) نرم کر دیا۔ (اور یہ حکم دیا) کہ تم پوری زرہیں بناؤ اور (کڑیوں کے) جوڑنے میں انداز رکھو اور تم سب نیک کام کیا کرو۔ میں تمہارے سب کے اعمال دیکھ رہا ہوں۔ (سبا: ۱۰-۱۱)

اللہ کا ارشاد ہے "اور ہم نے داؤد کے ساتھ تابع کر دیا تھا پہاڑوں کو کہ (ان کی تسبیح کے ساتھ) وہ تسبیح کیا کرتے تھے اور پرندوں کو بھی اور

کرنے والے ہم تھے۔ اور ہم نے ان کو زرہ (بنانے) کی صنعت تم لوگوں کے (نفع کے) واسطے سکھلائی تاکہ وہ (زرہ) تم کو لڑائی (میں) ایک دوسرے کی زد سے بچائے سو تم شکر کرو گے بھی (یا نہیں)

(الانبیاء: ۷۹-۸۰)

۳- اس کی نعمت پر ان کا شکر

داؤد اس وسیع بادشاہی اور زبردست اقتدار کے باوجود بڑی عاجزی وخشوع والے، اللہ کی طرف رجوع کرنے والے، ہمیشہ ذکر کرنے والے، لمبی اور طویل تسبیح اور دعا کرنے والے، عادل و منصف حاکم تھے۔ وہ لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلے کیا کرتے اور کسی کی رو رعایت نہ کرتے اللہ کا ارشاد ہے "اے داؤد ہم نے تم کو زمین پر حاکم بنایا ہے سو لوگوں میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کرتے رہنا اور آئندہ بھی نفسانی خواہش کی پیروی مت کرنا (اگر ایسا کرو گے تو) وہ خدا کے رستہ سے تم کو بھٹکا دے گی، جو لوگ خدا کے رستے سے بھٹکتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہوگا اس وجہ سے وہ روز حساب کو بھولے رہے۔ (ص: ۲۶)

۴- سلیمان پر اللہ کی نعمت

جہاں تک سلیمان کا تعلق ہے اللہ نے ہوائیں ان کے تابع کر رکھی تھیں ان کے حکم سے چلتی تھیں، اور انہیں ایک جگہ سے دوسری جگہ اٹھا لے

جاتی تھیں، وہ اس جگہ نہایت جلد اور نہایت کم وقت میں پہنچ جاتے تھے، اور طاقتوروں اور ماہر جنّوں اور سرکش شیطانوں کو ان کے تابع کر دیا تھا، وہ ان کے حکم نافذ کرتے اور ان کے تعمیری منصوبوں کو پورا کیا کرتے۔

"اور ہم نے سلیمان علیہ السلام کا زور کی ہوا کو تابع بنا دیا تھا کہ وہ ان کے حکم سے اس سرزمین کی طرف چلتی جس میں ہم نے برکت رکھی ہے (مراد ملک شام ہے) اور ہم ہر چیز کو جانتے ہیں ۵ اور بعض بعض شیطان ایسے تھے کہ سلیمان کیلئے (دریاؤں میں) غوطہ لگاتے تھے (تاکہ موتی نکال دیں) اور وہ کام بھی اس کے علاوہ کیا کرتے تھے اور ان کے سنبھالنے والے ہم تھے"۔ (الانبیاء: ۸۱-۸۲)

"اور سلیمان علیہ السلام کیلئے ہوا کو مسخر کر دیا کہ اس (ہوا) کی صبح کی منزل ایک مہینہ بھر کی (راہ) ہوتی اور اس کی شام کی منزل ایک مہینہ بھر کی (راہ) ہوتی اور ہم نے ان کے لئے تانبے کا چشمہ بہا دیا اور جنّوں میں بعضے وہ تھے جو ان کے آگے کام کرتے تھے ان کے رب کے حکم سے اور ان میں جو شخص ہمارے (اس) حکم سے سرتابی کرے گا ہم اس کو (آخرت میں) دوزخ کا عذاب چکھا دیں گے۔ وہ جِنّ ان کے لئے وہ وہ چیزیں بناتے جو ان کو (بنوانا) منظور ہوتا بڑی بڑی عمارتیں اور مورتیں اور لگن (ایسے بڑے) جیسے حوض اور (بڑی بڑی) دیگیں جو ایک ہی جگہ جمی رہیں، اے داؤد کے خاندان والو! تم شکریہ میں نیک کام کیا کرو اور میرے بندوں میں شکرگزار کم ہی ہوتے ہیں"۔ (سبا: ۱۲-۱۳)

۵۔ دقیق سمجھ اور گہرا علم

اس کیس میں جوان کے والد صاحب کے سامنے پیش ہوا، ان کی

ذہانت اور صحیح فیصلہ پر ان کی قدرت ظاہر ہوئی، ایک قوم دجاعت کا انگوروں کا باغ تھا، جس میں انگوروں کے گچھے نکل آئے تھے، ایک دوسری قوم کی بھیڑ بکریاں اس میں آداخل ہوئیں اور اسے تباہ کر دیا، داؤدؑ نے باغ والے کو بکریاں دینے کا فیصلہ کیا، سلیمان نے عرض کیا" اے اللہ کے نبی! اس کا فیصلہ دوسری طرح بھی ہو سکتا ہے"، انہوں نے پوچھا کہ وہ کیا ہے؟ باغ بکریوں والے کے سپرد کر دیا جائے اور وہ اس کی دیکھ بھال کرے یہاں تک کہ وہ اسی طرح ہو جائے جیسے پہلے تھا، اور بکریاں باغ والے کے سپرد کر دی جائیں تاکہ وہ ان سے نفع حاصل کرے، یہاں تک کہ باغ اپنی اسی حالت پر آجائے، (اس وقت) باغ اس کے اصلی مالک کے حوالے کر دیا جائے اور بھیڑ بکریاں اس کے اصلی مالک کو۔ اللہ نے انہیں باریک اور دقیق اور گہرے علم سے خاص کیا تھا، اللہ نے فرمایا

" اور داؤد اور سلیمان کے قصہ کا تذکرہ کیجئے جب کہ دونوں کسی کھیت کے بارے میں مشورہ کرنے لگے جبکہ اس (کھیت) میں کچھ لوگوں کی بکریاں رات کے وقت جا پڑیں اور اس کو چر گئیں، اور ہم اس فیصلہ کو جو لوگوں کے سامنے ہوا تھا دیکھ رہے تھے۔ سو ہم نے اس فیصلہ کی سمجھ سلیمان کو دی اور یوں ہم نے دونوں کو حکمت اور علم عطا فرمایا" (الانبیاء ۷۸-۷۹)

۶۔ سلیمان پرندوں اور حیوانوں کی بولی جانتے تھے

قرآن نے ایک حکمت والا اور دلچسپ قصہ بیان کیا ہے، جس سے حکومت چلانے اور دبدبہ میں سلیمان کی بیدار مغزی ظاہر ہوتی ہے اللہ نے ان کے لئے دین و دنیا کی سعادت، ملک میں بادشاہی اور اقتدار اور

دین میں نبوت اور رسالت کیسے جمع کی؟ وہ پرندوں اور حیوانوں کی بولی جانتے تھے، ایک مرتبہ انہوں نے پرندوں اور انسانوں کے لشکر جمع کیے، اور عظمت کے ساتھ سوار ہوئے، اور وہ کامل نظام پر تھے، اور وہ اپنے اپنے سربراہوں کی قیادت میں تھے، سلیمان کا چیونٹیوں کی وادی سے گزر ہوا، ایک چیونٹی کو اپنے قبیلہ کا خوف ہوا کہ کہیں گھوڑے اپنے سموں سے انہیں روند نہ ڈالیں اور سلیمان اور اس کے لشکر کو پتہ بھی نہ چلے، اس چیونٹی نے انہیں اپنے بلوں میں داخل ہو جانے کو کہا، سلیمان یہ سمجھ گئے، وہ اترائے نہیں اس لئے کہ وہ اللہ کے نبیوں میں سے ایک نبی تھے، بلکہ اس بات نے انہیں اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کی نعمت کے شکر پر، اور نیک عمل کی توفیق کی دعا کی اور اللہ کے نیک بندوں میں داخل ہونے پر آمادہ کیا۔

۷۔ ہُدہُد کا قصّہ

اور ہُدہُد ان کی رہنما اور جاسوس تھی، وہ پانی کی جگہوں اور لشکر کی منزلوں کی طرف رہنمائی کرتی تھی سلیمان نے اسے نہ پایا تو انہیں ناگوار ہوا اور اُسے ڈانٹ پلائی، تھوڑی دیر غائب رہنے کے بعد حاضر ہوگئی، اس نے سلیمان سے کہا "مجھے وہ چیز معلوم ہوئی جس کا آپ کو پتہ ہے نہ آپ کے لشکر کو، اور ملکۂ سبا اور اس کی سچی خبر لے کر آئی ہوں ان کی عادل بادشاہی اور وسیع حکومت ہے میں نے انہیں اس عقل و فہم اور بادشاہی و سرپرستی و حکومت میں جاہل پایا ہے وہ لوگ اللہ کے سوا سورج کو سجدہ کرتے تھے

اور یہ نہیں سمجھتے تھے اور ایک اللہ کی طرف ہدایت نہیں پاتے تھے۔

۸۔ سلیمان ملکہ سباء کو اپنے دین کی دعوت دیتے ہیں

اللہ کے نبی کو یہ بات ناگوار گزری کہ ان کی مملکت کے پڑوس میں ایک ملک ہو اور ایک ایسی امّت ہو جسے وہ جانتے نہیں اور نہ اسے ان کی دعوت پہنچی، اور وہ برابر سورج کی پرستش کرتی ہے ان میں دینی اور نبوی غیرت وحمیت نے جوش مارا اور انہوں نے اس کی ملکہ اور مشرک حاکمہ کی طرف لکھنا مناسب و درست سمجھا تاکہ اسے اسلام اور اطاعت وتسلیم کی طرف بلائیں، قبل اس کہ اس کے ملک پر اپنے زبردست لشکروں سے چڑھائی کریں انہوں نے اس کی طرف ایک بلیغ خط لکھا جس میں اسے اسلام و اطاعت کی طرف دعوت دی، خط میں رقّت و نرمی بھی تھی اور مضبوطی بھی، انبیاء کی تواضع بھی تھی اور بادشاہوں کی عزت بھی۔

۹۔ ملکہ کا ارکانِ حکومت سے مشورہ

سلیمان ان دونوں کے جامع تھے، اور وہ عورت جو اس ملک پر حکومت کرتی تھی سمجھ دار تھی وہ فیصلہ میں جلدی کرنے والی نہ تھی، اس کے پاس بادشاہوں کی سیرت اور فاتحین کے وسیع تجربے تھے۔ صرف اس کی عقل نے اس کے ساتھ اللہ کی پہچان اور اس کی عبادت میں خیانت کی نہ اسے بادشاہوں کی عزت آئی اور نہ اپنی رائے پر ڈٹی رہی اس نے اپنی

حکومت کے ارکان کو اس خط کی اطلاع دی جو عام خطوط کی طرح نہ تھا یہ اپنے وقت کے سب سے بڑے بادشاہ اور اللہ کی طرف بلانے والے نبی کی طرف سے تھا۔ جب حکومت کے ارکان نے اسے خوش کرنے اور چاپلوسی کی غرض سے اپنی قوت اور لشکروں کی کثرت کے بارے میں دلائل دینے شروع کیے جیسا کہ بادشاہوں اور حاکموں کے درباریوں کی ہر زمانہ اور ہر جگہ عادت رہی ہے، اس نے ان کی بات مانی اور نہ ان سے موافقت کی بلکہ برے انجام سے ڈرایا اور انہیں مفتوح قوموں میں فاتحوں کی سیرت یاد دلائی اور شکست کے بعد ان کا انجام اور ٹھکانا بتایا اور اس نے کہا "یہ ہماری قوم اور ملک کی حالت ہو گی اور ان سے کہا" بیشک میں آزمائش کی خاطر سلیمان کی طرف ہدیے وغیرہ بھیجتی ہوں، اگر وہ ہدیہ قبول کر لے تو بادشاہ ہے اس سے لڑنا اور اگر اس نے قبول نہ کیا تو وہ نبی ہے اس کی پیروی کرنا۔

۱۰۔ تحفہ (اپنے مقصد کے حصول کیلئے)

اور ملکہ سبا نے ان کی طرف شاہوں کے شایانِ شان ایک بڑا ہدیہ بھیجا، جب وہ سلیمان کو ملا تو انہوں نے اس سے منہ موڑ لیا اور کوئی توجہ نہ دی، اور اس سے مستغنی ہو گئے اور کہا "کیا تم مال کے ذریعے مجھے خریدنا چاہتے ہو کہ میں تمہیں تمہارے شرک اور بادشاہی پر چھوڑ دوں گا؟ اور وہ ذات جس نے مجھے بادشاہی، مال و لشکر عطا کئے ہیں وہ تمہاری ان چیزوں سے کہیں بہتر ہیں۔ اور یہ حقیقت ہے مذاق نہیں، اور معاملہ اور مسئلہ دعوت

و طاعت کا ہے، مال و دولت کی برابری کا نہیں اور انہیں اپنے قصد و ارادہ
اور ان کی بادشاہی پر چڑھائی کی دھمکی دی۔

۱۱۔ ملکہ فرمانبردار ہو کر آتی ہے

پس جب یہ وفد ملکۂ سبا کے پاس واپس پہنچا اور اسے سارا قصہ بتایا، اس نے اور اس کی قوم نے سنتے ہی اطاعت کی اور اپنے لشکروں سمیت اطاعت کرتے ہوئے آگے بڑھی (آئی) اور جب سلیمان علیہ السلام کو ان کے آنے کی بات پوری طرح معلوم ہوئی تو وہ اس پر خوش ہوئے اور اللہ کا شکر ادا کیا، اور چاہا کہ اسے اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی (معجزہ) دکھائیں تاکہ یہ سلیمان پر اللہ کی قدرت اور نعمتوں کی واضح دلیل ہو، انہوں نے اس کا وہ عرش جسے اس نے نہایت امانت دار اور طاقتور آدمیوں کے سپرد کر رکھا تھا حاضر کرنے کا ارادہ کیا، اور اپنے سرداروں سے طلب کیا کہ ان کے بڑے لشکر کی آمد سے پہلے پہلے وہ اس کا عرش ان کے پاس لے آئیں، اور سلیمان نے جیسا ارادہ کیا تھا تھوڑے ہی وقت میں ویسا ہی ہوا اور یہ معجزہ تھا اور سلیمان نے اس عرش کو کسی قدر بدلنے کا حکم دیا اور اس کی کچھ صفات بدل دی گئیں اور اس کا مقصد اس عرش کو دیکھنے پر اس کے علم و معرفت کا امتحان تھا کہ اگر اسے اس پر کوئی مغالطہ ہو تو یہ اس کی اس سے زیادہ دقیق اور دور رس معاملوں میں کوتاہ نظری کی دلیل ہو گی۔

۱۲۔ شیشے کا ایک بڑا محل

اور سلیمان نے جنوں اور انسانوں میں سے جو معمار تھے انہیں شیشے کا ایک عظیم الشان محل تعمیر کرنے کا حکم دیا انہوں نے بنا دیا، اور اس کے نیچے پانی چلا دیا، جسے اس بات کا علم نہ ہوتا وہ اسے پانی سمجھتا تھا لیکن شیشہ چلنے والے اور پانی کے درمیان حائل ہو جاتا تھا اور یہی بات تھی کہ ملکہ کو اس سے پانی کا وہم ہو گا اور وہ پائنچے چڑھائے گی اور وہیں غلطی ظاہر ہو جائے گی، اور اس کی کوتاہ نظری جان لی جائے گی اور مظاہر سے اس کے دھوکا کھا جانے کا بھی پتہ چلے گا، وہ اور اس کی قوم سورج کو سجدہ کرتے تھے اس لئے کہ وہ روشنی اور زندگی کا سب سے بڑا مظہر ہے اور جو کہ اللہ کی صفات میں سے ہے، اور وہیں اس کی آنکھوں سے پردہ ہٹے گا اور اسے معلوم ہو جائے گا کہ جس طرح اس نے شیشہ کے معاملے میں اسے پانی سمجھ کر اپنے پائنچے چڑھا لینے میں غلطی کی اسی طرح اس نے سورج کو خالق بنانے اور سجدہ کرنے اور عبادت کرنے میں بھی غلطی کی ہے اور یہ چیز سو تقریروں اور ہزار دلیلوں سے زیادہ بلیغ ہے

۱۳۔ اور میں سلیمان کے ساتھ رب العلمین کیلئے اسلام لائی

اور ہوا بھی یہی کہ وہ اپنی عقل و ذہانت اور فہم کے باوجود اس بڑی غلطی کا شکار ہو گئی اور اس نے شیشہ کو چلتا ہوا اور موجیں مارتا ہوا پانی سمجھا

اور اس سے گزرنے کا ارادہ کیا، وہیں اللہ کے نبی سلیمان نے اسے اس کی غلطی سے آگاہ کیا اور کہا کہ یہ ایک محل ہے جو شیشوں سے بنایا گیا ہے" اس کی آنکھ سے پردہ ہٹا اور مظہر کی ظاہر پر قیاس کرنے اور سورج کی عبادت اور اس کو سجدہ کرنے میں اپنی جہالت کا علم ہوا اور پکار اٹھی۔

"اے میرے رب! میں نے (ابتک) اپنے نفس پر ظلم کیا تھا (کہ شرک میں مبتلا تھی) اور میں اب سلیمان کے ساتھ (یعنی ان کے طریقہ پر ہو کر) رب العلمین پر ایمان لائی" (النمل: ۴۴)

۴۱۔ قرآن سلیمان کا قصہ بیان کرتا ہے

یہ دلچسپ اور عمدہ قصہ قرآن میں پڑھیے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"اور (ایک بار یہ قصہ ہوا) سلیمانؑ نے پرندوں کی حاضری لی تو ہُدہُد کو نہ دیکھا، فرمانے لگے کہ یہ کیا بات ہے کہ میں ہُدہُد کو نہیں دیکھتا، کیا کہیں غائب ہو گیا ہے؟ میں اس کو (غیر حاضری پر) سخت سزا دوں گا یا اس کو ذبح کر ڈالوں گا، یا وہ کوئی صاف حجت (اور عذر غیر حاضری کا) میرے سامنے پیش کرے۔ سو تھوڑی سی دیر میں آ گیا اور (سلیمان) کہنے لگا کہ میں ایسی بات معلوم کر کے آیا ہوں جو آپ کو معلوم نہیں ہوئی اور (اجمالی بیان اس کا یہ ہے) میں آپ کے پاس قبیلہ سبا کی ایک تحقیقی خبر لایا ہوں۔ میں نے ایک عورت کو دیکھا وہ ان لوگوں پر بادشاہی کر رہی ہے اور اس کو (سلطنت کے لوازم میں سے) ہر قسم کا سامان میسر ہے اور اس کے پاس ایک بڑا (اور قیمتی) تخت ہے۔ میں نے اس کو اور اس (عورت)

کی قوم کو دیکھا کہ وہ خدا (کی عبادت) کو چھوڑ کر آفتاب کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے ان کے (ان) اعمال (کفریہ) کو ان کی نظر میں مرغوب کر رکھا ہے اور ان کو راہ (حق) سے روک رکھا ہے سو وہ راہ (حق) پہ نہیں چلتے۔ کہ اس خدا کو سجدہ نہیں کرتے جو (ایسا ہے کہ) آسمان اور زمین کی پوشیدہ چیزوں کو (جن میں بارش اور نباتات بھی ہے) باہر لاتا ہے اور (ایسا عالم ہے کہ) تم لوگ جو کچھ (دل میں پوشیدہ رکھتے ہو اور جو کچھ زبان وغیرہ سے) ظاہر کرتے ہو سب کچھ جانتا ہے۔ (بس) اللہ ہی ایسا ہے کہ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔ سلیمان نے (یہ سن کر) فرمایا کہ ہم ابھی دیکھ لیتے ہیں کہ تو سچ کہتا ہے یا جھوٹوں میں سے ہے (اچھا) میرا یہ خط لے جا اور اس کو اس کے پاس ڈال دینا پھر (ذرا وہاں سے) ہٹ جانا پھر دیکھنا کہ آپس میں کیا سوال وجواب کرتے ہیں: بلقیس نے (پڑھ کر اپنے سرداروں سے مشورہ کیلئے) کہا کہ اے اہل دربار! میرے پاس ایک خط (جس کا مضمون نہایت) با وقعت (ہے) ڈالا گیا ہے۔ وہ سلیمان کی طرف سے ہے۔ اور اس میں یہ (مضمون) ہے (اوّل) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (اور اس کے بعد یہ کہ) تم لوگ (یعنی بلقیس اور سب اعیانِ سلطنت جن کے ساتھ عوام بھی وابستہ ہیں) میرے مقابلہ میں تکبّر مت کرو اور میرے پاس مطیع ہو کر چلے آؤ۔ بلقیس نے کہا کہ اے اہل دربار! تم مجھ کو اس معاملے میں رائے دو (کہ مجھ کو سلیمان کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہیے اور) میں کسی بات کا قطعی فیصلہ نہیں کرتی جب تک کہ تم لوگ میرے پاس موجود نہ ہو۔ وہ لوگ کہنے لگے، ہم بڑے طاقت ور اور بڑے لڑنے والے ہیں اور (آئندہ) اختیار تم کو ہے، سو تم ہی (مصلحت) دیکھ لو۔ جو کچھ (تجویز کر کے) حکم دینا ہو۔ وہ بلقیس کہنے لگی کہ والیانِ ملک (کا قاعدہ ہے کہ) جب کسی

بستی میں (مخلصانہ طور پر) داخل ہوتے ہیں تو اس کو تہ وبالا کر دیتے ہیں اور اس کے رہنے والوں میں جو عزت دار ہیں ان کو (ان کا زور گھٹانے کیلئے) ذلیل کیا کرتے ہیں اور یہ لوگ بھی ایسا ہی کریں گے۔ اور میں ان لوگوں کے پاس کچھ ہدیہ بھیجتی ہوں پھر دیکھوں گی کہ فرستادے (وہاں سے) کیا (جواب) لے کر آتے ہیں۔ سو جب وہ فرستادہ سلیمانؑ کے پاس پہنچا (اور تحفے پیش کئے تو سلیمان نے) فرمایا کیا تم لوگ (یعنی بلقیس وغیرہ) مال سے میری امداد کرتے ہو۔ سو (سمجھ رکھو کہ) اللہ نے جو مجھ کو دے رکھا ہے وہ اس سے کہیں بہتر ہے جو تم کو دے رکھا ہے ہاں تم ہی اس ہدیے پر اتراتے ہو (سو یہ تحفے ہم نہ لیں گے) تم (ان کو لے کر) ان لوگوں کے پاس لوٹ جاؤ سو ہم ان پر ایسی فوجیں بھیجتے ہیں کہ ان لوگوں سے ان کا ذرا مقابلہ نہ ہو سکے گا۔ ہم ان کو وہاں سے ذلیل کرکے نکال دیں گے۔ اور وہ (ہمیشہ کے لئے) ماتحت ہو جائیں گے۔ سلیمانؑ (کو وحی سے یا اور کسی پرندہ وغیرہ کے ذریعے سے اس کا چلنا معلوم ہوا تو انہوں) نے فرمایا کہ اے اہل دربار تم میں کوئی ایسا ہے جو اس (بلقیس) کا تخت قبل اس کے کہ وہ لوگ میرے پاس مطیع ہو کر آئیں حاضر کر دیں، ایک قوی ہیکل جنّ نے عرض کیا میں اس کو آپ کی خدمت میں حاضر کر دوں گا قبل اس کے کہ آپ اپنے اجلاس سے اٹھیں اور میں طاقت رکھتا ہوں، امانت دار بھی ہوں۔ جس کے پاس کتاب کا علم تھا (غرض) اس (علم والے) نے (اس جن سے کہا کہ) میں اس کو تیرے سامنے تیری آنکھ جھپکنے سے پہلے لاکر کھڑا کر سکتا ہوں۔ جب سلیمان نے اس کو روبرو رکھا دیکھا تو (خوش ہو کر شکر کے طور پر) کہنے لگے کہ یہ بھی میرے پروردگار کا ایک فضل ہے تاکہ وہ

میری آزمائش کرے کہ میں شکر کرتا ہوں یا (خدا نخواستہ) ناشکری کرتا ہوں اور ظاہر ہے کہ) جو شخص شکر کرتا ہے وہ اپنے ہی نفع کیلئے شکر کرتا ہے (اللہ تعالیٰ کا کوئی نفع نہیں) اور (اسی طرح) جو ناشکری کرتا ہے میرا رب غنی ہے کریم ہے۔ (اس کے بعد) سلیمان نے (بلقیس کی عقل آزمانے کے لئے) حکم دیا کہ اس کے تخت کی صورت بدل دو، ہم دیکھیں گے کہ اس کو پتہ لگتا ہے یا اس کا انہی میں شمار ہے۔ جن کو (ایسی باتوں کا) پتہ نہیں لگتا۔ سو جب بلقیس آئی تو اس سے کہا گیا کہ تمہارا تخت ایسا ہی ہے؟ ہاں ہے تو ایسا ہی اور (یہ بھی کہا گیا کہ) ہم لوگوں کو اس واقعہ سے پہلے ہی (آپ کی نبوت کی) تحقیق ہو چکی ہے اور ہم (اسی وقت سے دل سے) مطیع ہو چکے ہیں اور اس کو (ایمان لانے سے) غیر اللہ کی عبادت نے (جس کی اس کو عادت تھی) روک رکھا تھا (اور وہ عادت اس لئے پڑ گئی تھی) وہ کافر قوم میں سے تھی۔ بلقیس سے کہا گیا کہ اس محل میں داخل ہو (وہ چلیں راہ میں حوض آیا) تو جب اس کا صحن دیکھا تو اس کو پانی (سے بھرا ہوا) سمجھا اور (اس کے اندر گھسنے کیلئے) اپنی دونوں پنڈلیاں کھول دیں (اس وقت) سلیمانؑ نے فرمایا کہ یہ تو ایک محل ہے جو شیشوں سے بنایا گیا ہے (اس وقت) بلقیس کہنے لگیں کہ اے میرے پروردگار میں نے (اب تک) اپنے نفس پر ظلم کیا تھا (کہ شرک میں مبتلا تھی) اور میں اب سلیمان کے ساتھ (یعنی ان کے طریقے پر) ہو کر رب العٰلمین پر ایمان لائی۔" (النمل ۱۹-۴۴)

اور یہ اللہ کے نبی سلیمان ہیں اور آپ نے اللہ کی طرف دعوت اور توحید میں ان کا موقف دیکھا ان کی حکمت اور سمجھ دیکھی اور اپنے دین اور عقیدے پر غیرت دیکھی۔

۵ ۔ سلیمان نے کفر نہیں کیا بلکہ شیطانوں نے کفر کیا

یہودیوں نے ان کی طرف وہ بات منسوب کی جو ایک عام موحد مومن جس کا سینہ اللہ نے ایمان کے لئے کھول دیا ہو کے بھی لائق نہیں چہ جائیکہ نبی اور رسول جنہیں اللہ نے سمجھ دی اور نبوت سے عزت دی اور خلافت سے سرفراز فرمایا انہوں نے ان (سلیمان) کی طرف سحر و جادو اور کفر و شرک کیلئے ان کی کمزوری اپنی بیویوں کے باعث توحید کے معاملہ میں اضطراب کی نسبت کی، اللہ نے اس سبب سے انہیں بری قرار دیا اور فرمایا:-

" اور سلیمان نے کفر نہیں کیا بلکہ شیطانوں نے کفر کیا، لوگوں کو جادو سکھاتے تھے " ۔ اور فرمایا " اور ہم نے داؤد کو سلیمانؑ عطا کیے، اچھے بندے (اور) بہت ہی اللہ کی طرف رجوع کرنے والے تھے " اور فرمایا:-

" اور بے شک ان کا ہمارے ہاں بڑا مقام اور اچھا ٹھکانہ ہے " ۔

سیّدنا ایوبؑ اور سیّدنا یونسؑ کا قصّہ

۱۔ ایوبؑ کا قصّہ ۔ قصّوں کا ایک اور سلسلہ

قرآن میں ایوبؑ کا قصّہ ۔ قصّوں کی ایک دوسری کڑی اور اللہ کی اپنے مومن بندوں پر نعمتوں کے مظاہر میں سے ایک مظہر ہے ۔ وہ (مومن بندے) صابر و شاکر اور پیارے نبی تھے ۔

ان (ایوبؑ) کے پاس مال مویشی اور کھیتی ہر چیز کی بہتات تھی، اور ان کی اولاد پیاری تھی، ان سب کے بارے میں انہیں آزمایا گیا، اور آخری چیز بھی ہاتھ سے نکل گئی پھر انہیں ان کے جسم کے بارے میں بھی آزمایا گیا، ان کے پورے جسم میں دل اور زبان کے سوا جن سے وہ اللہ بزرگ و برتر کا ذکر کرتے تھے اور کوئی حِصّہ صحیح سالم نہ رہا، یہاں تک کہ ساتھی بھی چھوڑ گئے اور شہر کے ایک کونے میں تنہا رہ گئے ۔ ان کی اہلیہ جو ان کی خدمت کرتی تھی اس کے سوا کوئی ایسا شخص نہ رہا جو ان سے محبت و شفقت سے پیش آتا، وہ بھی محتاج ہو کر رہ گئیں اور ان کی وجہ سے انہیں لوگوں کی خدمت کرنا پڑی ۔

۲۔ ایوبؑ کا صبر

ان سب کے باوجود وہ صابر و شاکر تھے، ان کی زبان ذکر و شکر سے

تر رہتی، وہ شکایت کرتے اور نہ اکتاہٹ محسوس کرتے، نہ تنگ ہوتے اور نہ غصے ہوتے، اور کئی سال تک ان کی یہ حالت رہی کہ وہ بنی اسرائیل کی عبادت گاہ میں پڑے رہے اور چوپائے ان کے جسم (کے قریب) سے گزر جاتے۔

۳ مصیبت اور انعام

اور جب وہ آزمائش پوری ہوئی جس کا اللہ نے ارادہ کیا تھا اور جس سے مقصود تکمیل اور درجوں کی بلندی اور رضا بر قضا تھی، اللہ نے ان کے دل میں مستجاب (قبولیت والی) دعا ڈال دی۔ جس سے ان کی عاجزی اور تکلیف ظاہر ہوتی تھی اور یہ کہ اللہ کے بغیر کوئی بلجا نہیں اور وہی ہر چیز پہ قادر ہے۔ اللہ نے انہیں ان کے جسم اور اہل وعیال میں عافیت دی اور ان کا مال لوٹا دیا اور ان سب میں برکت دی، وہ کئی گنا زیادہ تھا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

"اور ایوب کا تذکرہ کیجئے جبکہ انہوں نے (بعد مبتلا ہونے مرض شدید کے) اپنے رب کو پکارا کہ مجھ کو یہ تکلیف پہنچ رہی ہے اور آپ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہیں۔ ہم نے ان کی دعا قبول کی اور ان کو جو تکلیف تھی اس کو دور کر دیا اور بلا (استدعا) ہم نے ان کو ان کا کنبہ عطا فرمایا اور ان کے ساتھ (گنتی میں) ان کے برابر اور بھی، اپنی رحمت خاصہ کے سبب سے اور عبادت کرنے والوں کیلئے یادگار رہنے کے سبب۔

(الانبیاء ۸۳ - ۸۴)

۴۔ یونسؑ کا قصہ اور اس کی حکمت

یونسؑ کا قصہ ایوب کے قصہ کے معاً بعد آتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی قدرت کے اثبات، بندوں پر اس کی عنایت اور ان کی مدد کرنے میں اس کی تائید کرتا ہے جبکہ امید منقطع ہو جاتی ہے اور تباہ کن مایوسی چھا جاتی ہے اور گھرے اندھیرے چھا جاتے ہیں۔ اور بچ جانے کی ساری صورتیں مسدود ہو جاتی ہیں، روشنی ہے نہ ہوا، خواہش و آرزو ہے نہ امید، موت کی چکی طاقت اور تیزی سے پھرتی ہے، زندگی کے نرم و نازک اور باریک دلنے کو پیس کر رکھ دیتی ہے اس وقت اللہ کی قدرت کا ہاتھ ظاہر ہوتا ہے، نہایت قوی اور زبردست ہاتھ نہایت پُر حکمت اور رحم والا۔ جو اس کمزور انسان کو نقصان پہنچانے شیر کے منہ اور تباہ کن موت سے نکال دیتا ہے، سو وہ بغیر کسی خراش کے صحیح و سالم اور کامل بغیر کسی نقصان اور کمی کے باہر آجاتا ہے گویا کہ وہ اپنے گھر میں اپنے بستر پر تھا اور اپنے اہل و عیال میں محفوظ تھا۔

۵۔ یونسؑ اپنی قوم میں

یہ حضرت یونسؑ کا قصہ ہے، اللہ تعالیٰ نے انہیں نینوا[1] بستی کی طرف بھیجا، انہوں نے انہیں اللہ کی طرف بلایا مگر انہوں نے انکار کیا، اور اپنے کفر میں بڑھ گئے، وہ ناراض ہو کر ان میں سے نکل کھڑے ہوئے انہوں نے

بتایا کہ تین دن کے بعد انہیں عذاب خداوندی آلے گا۔ جب انہیں یہ بات اچھی طرح معلوم ہوگئی اور انہیں یقین ہوگیا کہ نبی کبھی جھوٹ نہیں بولتے، انہوں نے اپنے بچوں اور مال مویشی کے ساتھ جنگل کی راہ لی، انہوں نے ماؤں سے ان کے بچوں کو دور کردیا پھر اللہ کے سامنے زاری کی اور اس کی پناہ لی، اونٹ اور اس کے بچوں، گائے اور اس کے بچوں، بھیڑ بکریوں اور ان کے بچوں۔ سب نے تضرع وزاری کی تو اللہ نے ان سے عذاب اٹھالیا۔

اللہ کا ارشاد ہے۔

"چنانچہ کوئی بستی ایمان نہ لائی کہ ایمان لانا اس کو نافع ہوتا ہاں مگر یونس کی قوم جب وہ ایمان لے آئے تو ہم نے رسوائی کے عذاب کو دنیوی زندگی میں ان پر سے ٹال دیا اور ان کو ایک خاص وقت (موت) تک (خیر وخوبی کے ساتھ) عیش دیا۔" (یونس : ۹۸)

۶۔ یونس مچھلی کے پیٹ میں

جہاں تک یونس کا تعلق ہے سو وہ چلے گئے اور لوگوں کے ساتھ ایک کشتی میں سوار ہوئے۔ کشتی دریا میں نیچے جانے لگی، سب ڈر گئے مبادا غرق ہو جائیں انہوں نے ایک آدمی کا قرعہ نکالا جسے وہ اپنے میں سے پھینک دیتے تھے اور اس سے ان کا غم ہلکا ہوتا تھا، قرعہ یونس کے نام نکلا، انہوں نے اسے پھینکنے سے انکار کیا، دوبارہ قرعہ ان ہی کے نام نکلا، انہوں نے پھر نہ چاہا کہ انہیں پھینکیں۔ دوبارہ بلکہ سہ بارہ قرعہ نکالا پھر ان ہی کا نام نکلا، اللہ کا ارشاد ہے:

" سو یونس بھی شریک قرعہ ہوئے تو یہی ملزم ٹھہرے " (الصّٰفّٰت: ۱۴۱)
کہ قرعہ انہی کے نام نکلا، یونس اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے کپڑے سمیٹ لیے پھر اپنے آپ کو سمندر میں ڈال دیا اللہ سبحانہ نے ایک مچھلی کو بھیجا جو دریاؤں کو چیرتی ہوئی پہنچی، جونہی یونس نے اپنے آپ کو پھینکا اس نے انہیں نگل لیا، اللہ نے اس مچھلی کی طرف وحی کی کہ نہ ان کا گوشت کھائے اور نہ ہڈیاں توڑے (ابن کثیر)

۷۔ اللہ نے ان کی دُعا قبول کرلی

وہ مچھلی کے پیٹ کے اندھیرے، سمندر کے اندھیرے اور رات کے اندھیرے میں تھے، ایک اندھیرے پر دوسرا اندھیرا تھا کتنا سخت تھا وہ اندھیرا! اور سلامتی کتنی دور تھی! وہ جتنا اللہ نے چاہا وہاں رہے، پھر اللہ نے انہیں چند کلمات الہام کئے جن سے ظلمتیں اور اندھیرے چھٹ جاتے اور تکلیفیں دور ہوتی ہیں اور سات آسمانوں کے اوپر سے رحمتوں کا نزول ہوتا ہے، اس عجیب و غریب قصہ کو سنو جو قرآن مجید نے بیان کیا ہے، جس میں ہر مصیبت زدہ اور پریشان آدمی کی تسلی کا سامان ہے اور ایسے مصیبت زدہ اور پریشان کیلئے جس پر زمین اپنی وسعتوں کے باوجود تنگ ہوگئی ہو اور وہ خود بھی اپنی جان سے تنگ آگیا ہو، اور اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی جائے پناہ نہیں، بس وہی اور اسی کی طرف ہے۔

" اور مچھلی والے پیغمبر (یونس) کا تذکرہ کیجئے جب وہ (اپنی قوم سے) خفا ہوکر چل دئے اور انہوں نے یہ سمجھا کہ ہم ان پر (اس چلے جانے میں)

کوئی دار وگیر نہ کریں گے۔ پس انہوں نے اندھیروں میں پکارا کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے آپ (سب نقائص سے) پاک ہیں۔ میں بے شک قصوروار ہوں سو ہم نے ان کی دعا قبول کی اور ان کو اس گھٹن سے نجات دی اور ہم اسی طرح (اہل) ایمان والوں کو (بھی کرب وبلا سے) نجات دیا کرتے ہیں۔ (الانبیاء: ۸۷ - ۸۸)

سیدنا زکریا علیہ السلام کا قصہ

ا۔ نیک بیٹے کیلئے زکریا کی دعا

اللہ کی نعمتوں کا ایک اور رنگ جو اس کے بندوں پر ہوئیں، اور اس کی قدرت کی نشانیاں جنہوں نے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے ان میں حضرت زکریا کی نیک، صالح، پسندیدہ اور متقی بیٹے کی دعا نمایاں ہے اور تاکہ وہ ان کا اور آل یعقوب کا وارث بنے اور اللہ کی طرف دعوت دینے کے لئے کھڑا ہو اور یہ اس وقت جب وہ کافی عمر رسیدہ ہو گئے تھے اور ہڈیاں بھی کمزور ہو گئی تھیں اور بڑھاپا ان پر چھا گیا تھا۔ اور یہ امید ہی جاتی رہی کہ ان کی اہلیہ سے بچے ہوں، اللہ نے ان کی دعا کو قبولیت سے نوازا اور لوگوں کے گمان جھٹلا دیئے اور پرانے تجربے باطل کر دیئے انہیں اللہ نے ہدایت یافتہ بچہ عطا فرمایا؛ بچپن ہی میں کامل عقل فہم، علم و بردباری اور علم وکتاب میں بہت آگے تھے، وہ ماں باپ کے ساتھ محبت، صلاح وتقویٰ اور نیکی اور نرمی اور بچے رہنے میں مشہور رہے تھے۔

اللہ نے زکریا کے دل کو جوڑ دیا اور انہیں نشانیاں دکھائیں جو اللہ کی وسیع قدرت پر دلالت کرتی ہیں ، اور یہ کہ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اور انہیں اپنی مخلوق اور اس کے اعضاء میں اپنا تصرف دکھایا، جسے چاہے حرکت دیتا ہے اور جسے چاہے بیکار کر دیتا ہے اور ان کے لئے یہ حقیقت کھل کر سامنے آگئی کہ پوری کائنات اس کے ہاتھ میں ہے، مردہ سے زندہ کو اور زندہ سے مردہ کو نکالتا ہے اور وہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔

۲۔ عمران کی بیوی کی نذر

سیدنا زکریا کے خاندان سے عمران کی بیوی نے نذر مانی، اور وہ صالح اور نیک خاتون تھیں، اللہ اور اس کے دین سے پیار کرتی تھیں، کہ اگر اللہ نے انہیں بیٹا دیا تو اسے اللہ کے دین کی خدمت کیلئے وقف کر دیں گی اور انہوں نے اللہ سے اس بچے کو قبول کر لینے اور اس سے اپنے دین اور بندوں کو نفع دینے کی درخواست کی اور یہ بھی درخواست کی کہ وہ اللہ کی طرف سے دین کی دعوت دینے والے ہوں اور ہدایت کے امام ہوں۔

۳۔ کہا کہ میرے رب میں تو مؤنث لے کر آئی

نیک خاتون نے ایک کام کا ارادہ کیا اور اللہ نے ایک (اور) کام کا ارادہ کیا، اللہ اپنے بندوں کی مصلحت خوب جانتا ہے، جب وہ لڑکی کو جنم

دے گی تو اس سے غمگین ہو گی اور اس پر غمگینی چھائی رہے گی لیکن پیدا
ہونے والی وہ لڑکی عام لڑکیوں کی طرح نہیں تھی۔ بلکہ وہ عبادت میں
زیادہ مضبوط ہو گی۔ اطاعت اور نیکیوں میں بہت سے لڑکوں سے زیادہ
بلند ہمت ہو گی۔ اور جب اللہ نے ایک خاص حکمت کے تحت جسے وہ
خوب جانتا تھا چاہا کہ وہ لڑکی ہو۔ نبوت کا بارگراں مردوں پر ہی ڈالا جا سکتا
ہے۔ پس اللہ نے مقدر کیا کہ وہ ایک نیک نبی کی ماں ہو۔ جن کی بڑی شان ہو گی

"جب عمران کی بیوی نے (حالتِ حمل میں) عرض کیا کہ اے پروردگار!
میں نے نذر مانی ہے۔ آپ کے لئے اس بچہ کی جو میرے پیٹ میں ہے کہ وہ
آزاد رکھا جائے گا سو آپ مجھ سے (بعد ولادت) قبول کر لیجئے۔ بیشک آپ
خوب جاننے والے سننے والے ہیں۔ پھر جب لڑکی جنی (حسرت سے) کہنے
لگیں کہ اے میرے رب میں نے تو وہ حمل لڑکی جنی حالانکہ اللہ زیادہ جانتا
ہے اس کو جو انہوں نے جنی اور لڑکا (جو انہوں نے چاہا تھا) اس لڑکی کے برابر
نہیں، اور میں نے اس لڑکی کا نام مریم رکھا اور میں اسکو اور اس کی اولاد کو آپ کی
پناہ میں دیتی ہوں" (آل عمران ۳۵ - ۳۶)

۴۔ نیک لڑکی پر اللہ کی خاص نظر کرم

اپنے تعلق کی بنا پر وہ سیدنا زکریا کی کفالت میں تھیں اور اللہ کی اس
پر خاص نظر تھی، اللہ تعالیٰ انہیں جگہ جگہ کے بے موسم پھلوں سے نوازتے تھے
تاکہ ان میں سے جتنا چاہیں اور جتنا چاہیں کسی اور کو دے دیں۔

"پس ان (مریم) کو ان کے رب نے بوجہ احسن قبول فرمالیا اور عمدہ طور پر

ان کو نشو و نما دیا اور (حضرت) زکریا کو ان کا سرپرست بنایا، سو جب کبھی زکریا ان کے پاس عبادت خانہ میں تشریف لاتے تو ان کے پاس کچھ کھانے پینے کی چیزیں پاتے (اور یوں) فرماتے کہ اے مریم یہ چیزیں تمہارے واسطے کہاں سے آئیں وہ کہتیں کہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے آئیں، بے شک اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں بے استحقاق رزق عطا فرماتے ہیں۔ (آل عمران: ۳۷)

۵۔ رحیم رب کی طرف سے الہام

اللہ نے زکریا کو الہام کیا، اور وہ نہایت عقلمند، ذکی اور نبیوں میں سے تھے کہ جو اللہ نیک لڑکی کو جسے اس کی ماں نے اللہ کیلئے خاص کیا تھا اور اس کی نذر مانی تھی اور اس کے لئے دعا کی تھی اور جو خود بھی عبادت اور اطاعت میں طاق تھی۔ بے موسم پھلوں سے نواز سکتا ہے اور وہ ایک نہایت بوڑھے اور کمزور شخص کو بچے سے بھی نواز سکتا ہے، جس کی عمر کی زیادتی اور بیوی کے بانجھ ہونے کی وجہ سے امید ہی جاتی رہی تھی، اور عام عادت یہی ہے کہ ایسی حالت میں آدمی کے اولاد نہیں ہوتی۔

ان کی ہمت بلند ہوئی، امید نے انگڑائی لی، اللہ کے ساتھ تعلق مضبوط ہوا ان کی زبان سے ایک ایسی دعا نکلی جس پر ملائکہ نے آمین کہی اور اس پر اللہ کی رحمت جوش میں آگئی اور وہ سب مہربان رب کی طرف سے الہام اور غالب جاننے والے کی طرف سے مقدر تھا۔

"اس موقع پر زکریا نے اپنے رب کو پکارا اور کہا کہ اے میرے رب مجھے اپنی جناب سے کوئی پاک اولاد نصیب فرمائیے بے شک تو بہت دعا

سننے والا ہے" (آل عمران : ۳۸)

۶۔ بیٹے کی خوشخبری

اللہ نے ان کی دعا قبول کی، اور انہیں بیٹے کی ولادت کے قریبی زمانے میں بیٹے کی خوشخبری دی، انسان جلد باز ہے، انہوں نے اتنی بڑی بات کے ہونے اور اس کے ظہور کے قرب کی نشانی مانگی اور کہا!

" اے میرے رب میرے واسطے کوئی نشانی مقرر کر دیجئے، اللہ نے فرمایا کہ تم تین دن تک سوائے اشارہ کے لوگوں سے بات نہیں کر سکو گے اور صبح و شام اپنے رب کا بہت ذکر و تسبیح کرتے رہیے (آل عمران : ۴۱)

قدرت والا چیزوں کی خاصیتیں سلب کر سکتا ہے، وہ بولنے والی زبان کو ایسا گونگا کر سکتا ہے کہ وہ ایک کلمہ بھی نہ کہہ سکے وہ اپنی مخلوقات میں جو خاصیتیں چاہے دے سکتا ہے اور وہ طاقت دو جو روک سکتا ہے دے بھی سکتا ہے۔

۷۔ اللہ کی قدرت اور نشانیاں

اللہ کی قدرت اور نشانیاں ان کے جسم، گھر اور خاندان میں ظاہر ہوئیں یحییٰ کی ولادت ہوئی اس سے ان کی آنکھ ٹھنڈی ہوئی، ان کی طاقت بڑھی اور ان کی دعوت باقی رہی، قرآن کو سنو کہ وہ اس قصہ کو کبھی مختصر اور کبھی کسی قدر تفصیل سے بیان کرتا ہے

" اور زکریا کا تذکرہ کیجئے جبکہ انہوں نے اپنے رب کو پکارا کہ اے میرے رب مجھ کو لاوارث مت رکھیو، اور سب وارثوں سے بہتر آپ ہی ہیں۔ سو

ہم نے ان کی دعا قبول کرلی اور ہم نے ان کو یحییٰ فرزند عطا فرمایا اور ان کی خاطر سے ان کی بی بی کو (جو کہ بانجھ تھیں) اولاد کے قابل کر دیا۔ یہ سب نیک کاموں میں دوڑتے تھے اور امید و بیم کے ساتھ ہماری عبادت کرتے تھے اور ہمارے سامنے دب کر رہتے تھے۔"

(الانبیاء: ۹۰،۸۹)

۸۔ یحییٰ بارِ نبوّت اُٹھاتے ہیں

یحییٰ پیدا ہوتے ہیں، اپنے ماں باپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنتے ہیں اپنے عظیم والد کے جانشین ہوتے ہیں۔ خالص دین اور اللہ کی طرف دعوت دینے کا بارِ گراں اٹھاتے ہیں، ان میں بچپن ہی سے شرافت و نجابت کے آثار ظاہر ہوتے ہیں، لڑکپن میں علم کے خاص شغف سے مالامال ہوتے ہیں، اور جوانی میں صلاح و تقویٰ کی صفات سے مزین و آراستہ ہیں۔ والدین کی محبت، پیار اور نیکی میں اپنے ہمجولیوں اور ساتھیوں سے ایسے ممتاز اور مشہور ہوتے ہیں کہ ان کی طرف انگلیوں سے اشارے کیے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

" اے یحییٰ (ہماری) کتاب کو مضبوط ہو کر لو، اور ہم نے ان کو (ان کے) لڑکپن ہی میں (دین کی) سمجھ اور خاص اپنے پاس سے رقتِ قلب اور پاکیزگی (اخلاق کی) عطا فرمائی تھی، اور وہ بڑے پرہیزگار اور اپنے والدین کے خدمت گزار تھے اور وہ (خلق کے ساتھ) سرکشی کرنے والے (یا حق تعالیٰ کی) نافرمانی کرنے والے نہ تھے اور ان کو اللہ تعالیٰ کا سلام پہنچے جس دن کہ وہ پیدا ہوئے اور جس دن کہ وہ انتقال کریں گے اور جس دن (قیامت میں) زندہ ہو کر اٹھائے جائیں گے۔

(مریم: ۱۲ تا ۱۵)

سیدنا عیسیٰ ابن مریم کا قصہ

۱۔ معجزہ ـــــ عادت کے خلاف

سیدنا عیسیٰ کا دور آتا ہے، وہ ہمارے نبی پاکؐ سے پہلے آخری رسول ہیں، اور وہ ایسا قصہ ہے جس سے اللہ کا زبردست ارادہ، اللہ کی مطلق قدرت اور اللہ کی لطیف اور باریک حکمت ظاہر ہوتی ہے، ان کا سارا معاملہ ہی عادت کے خلاف (معجزہ) ہے۔ ان کی ولادت عادت کے خلاف (معجزہ) ہے، جس میں عقلمندوں کی عقلیں حیران ہو گئیں اور جس میں طبیعی قوانین ختم ہو گئے اور جو شخص نیچر کے ان قوانین کو "معبود" کی طرح یقینی مانتا ہے۔ اس کا اس پر ایمان اور اس کی تصدیق پارہ پارہ ہو گئی اور جو تجربہ مشاہدہ، طبعی احکام اور نیچر پر فرشتہ کی طرح ایمان لایا کہ جیسے ان میں کوئی تغیر و تبدل نہیں ہوتا۔ اور اللہ کی اس قدرت سے بے خبر رہا جو ہر چیز پر حاوی اور ہر چیز پر غالب ہے، اس کے ارادے کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں ہو سکتی۔

"اس کا کام یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کو چاہتا ہے تو اُسے کہتا ہے ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے"۔

یہ کوئی بات نہیں ہے وہ اللہ پیدا کرنے والا، باری، تصویر بنانے والا ہے، اس کے اچھے نام ہیں، زمین و آسمان کی ہر چیز اس کی تسبیح بیان کرتی

ہے اور وہ غالب حکمت والا ہے"۔ (سورۃ الحشر)

اور جو ماں اور باپ دونوں کے بغیر پانی اور مٹی سے آدم کی پیدائش مان چکا ہو اور تنہا ماں سے بغیر باپ کے ولادت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ماں اور باپ دونوں کے بغیر ولادت، تصدیق کے لحاظ سے کہیں آسان ہے۔ اسی لیے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔

"بیشک عیسیٰؑ کی مثال اللہ کے ہاں آدم کی طرح ہے اسے اللہ نے مٹی سے پیدا کیا پھر اس سے کہا ہو، پس ہو گیا"۔

(آل عمران)

۲ ۔ عجیب کام

سیدنا عیسےٰ کا سارے کا سارا کام عجیب ہے، ان کی ولادت ایسے زمانہ میں ہوئی جس میں یونان علوم عقلیہ اور ریاضی میں پورے عروج پر تھا اور طب کی پوری حکمرانی تھی۔

۳ ۔ ظاہری اسباب کے سامنے یہود کا جھکاؤ

یہود اپنے زمانے کے مروجہ علوم کے سامنے جھک گئے حالانکہ وہ ایسی امت تھے جن میں نبی کثرت سے ہوئے ہیں، روح اور اس سے متعلقہ چیزوں کے انکار میں ان کی شہرت تھی، اور جو چیز دیکھتے ان کی عادت تھی کہ اس کی مادی تفسیر کرتے، ان کے ہاں کسی چیز کا وجود اور کسی حادثہ کا امکان

بغیر سبب اور علت کے نہ تھا۔ اسی وجہ سے وہ معجزات جن سے اللہ نے سیدنا عیسیٰؑ کو نوازا وہ تنگ مادی عقل کا علاج تھے، وہ زمانہ کی ضرورت اور آواز تھے۔

یہود نے ظاہر پر غور کیا اور مغز کے بجائے چھلکوں سے چمٹے رہے، حقیقت کے بجائے ظاہر پر جمے رہے۔ عنصر اور خون کے مقدس ہونے پر مال اور مادہ سے محبت میں کافی آگے چلے گئے، زندگی پہ ٹوٹ پڑے اور ان کے دل سخت ہو گئے اور ان کی طبیعتیں خشک ہو گئیں، کمزور پر ان کا دل نہیں پسیجتا تھا اور نہ فقیر کے ساتھ ہمدردی سے پیش آتے تھے اور جس شخص کی رگوں میں یہودی خون نہ ہو اس سے حیوانات اور کتوں یا جمادات (جن میں روح نہیں ہوتی) جیسا سلوک کرتے تھے، طاقتور امیروں کے سامنے دب جاتے اور چھوٹے فقیروں کو دباتے، طاقت کے وقت سخت ہو جاتے اور عاجزی کے وقت نرم ہو جاتے۔ ان میں ذلت اور غلامی کی زندگی رچ بس گئی تھی، جس میں ایک عرصۂ دراز تک شام اور فلسطین میں رومی حکومت کے تحت وہ رہ چکے تھے، ان میں منافقت، سپردگی، حیلے بہانے، مکروفریب اور خفیہ تحریکوں اور سازشوں کے جذبات راہ پا گئے تھے۔

۴۔ حقارت اور سرکشی

ان میں نبیوں کو گھٹیا سمجھنے کی عادت رچ بس گئی تھی اور ان پر جری ہو گئے تھے یہاں تک کہ قتل کرنے میں، سودی معاملہ اور دینی تعلیمات کو بے کار سمجھنا، سختی اور ظلم، انسانی مہر و محبت کا ضعف وغیرہ چیزیں عام تھیں ان میں

سے اکثر کے دل خالص اللہ کی محبت اور انسان پر مہربانی سے خالی تھے چاہے اس کی اصل اور فضیلت اور انسانیت کا احترام کتنا ہی کیوں نہ ہو، وہ ہمدردی اور برابری نیکی اور بخشش کے الفاظ ہی تقریباً بھول گئے تھے وہ نبوت و رسالت پر ایمان رکھتے تھے، اس لیے کہ ان میں بہت سے نبی ہوئے اور ان کے صحیفے اور کتابیں ان کی باتوں سے پُر تھے، لیکن آخری زمانہ میں ان کی حالت یہ ہوگئی تھی کہ وہ وہی مانتے اور اس چیز پر ایمان لاتے جو ان کی خواہش کے موافق ہوتی ان کی سیرت و اخلاق میں مددگار ہوتی، جہاں تک اس شخص کا تعلق ہے۔ جس نے ان پر تنقید کی اور ان کا محاسبہ کیا اور انھیں صحیح دین اور صاف حق اور حالت کی اصلاح کی طرف بلایا اس کے دشمن بن جاتے اور اس سے جنگ کرتے، وہ بہتان تراشی اور من گھڑت جھوٹ، سچ کو چھپانے اور جھوٹی گواہی دینے میں بڑے جری تھے۔

۵۔ بنی اسرائیل پر اللہ کا احسان

اور وہ ایسی امت تھے جو عقیدۂ توحید کی وجہ سے اس وقت کی موجودہ امتوں میں ممتاز تھی اور دوسروں پر ان کی فضیلت کا راز بھی یہی تھا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

" اے بنی اسرائیل! میری اس نعمت کو یاد کرو جو میں نے تم پر کی۔ اور یہ کہ میں نے تمھیں جہان والوں پر فضیلت دی ہے"

(البقرہ)

۶ - احسان کی ناقدری

لیکن ان میں شرک و بت پرستی دوسرے مشرک قبیلوں کے ساتھ میل جول اور حکومت کی وجہ سے راہ پاگئی تھی، نبیوں کی تعلیمات سے مدت دراز کی وجہ سے دور ہو گئے تھے۔ عقائد خراب اور عادتیں جاہلوں جیسی ہو گئی تھیں انھوں نے مصر میں بچھڑے کی پوجا کی، عزیز کی تعظیم اور تقدیس میں بہت آگے بڑھ گئے۔ یہاں تک کہ انسانی حدود کو بھی کراس کر گئے، ان میں اس قدر برائی آگئی تھی کہ انھوں نے شرک و بت پرستی کے بعض کام، سحر اور کفر، نہایت برے کام اللہ کے بعض نبیوں کی طرف منسوب کیے اور ان کے بارے میں اللہ سے بھی نہ ڈرے۔

۷ - فخر اور اترانا

اس سب کے باوجود نسب پر بہت ہی فخر کرتے اور اتراتے تھے، آرزؤں اور خوابوں پر انھیں بڑا اعتماد تھا، کہا کرتے تھے "ہم اللہ کے بیٹے اور چہیتے ہیں" اور کہا کرتے۔

"ہمیں ہرگز آگ نہیں چھوئے گی مگر چند دن"

(البقرہ)

۸- مسیحؑ کی ولادت مشہور محسوسات کیلیے چیلنج

مسیحؑ کی ولادت اور ان کی زندگی، ان کی دعوت اور معیشت ان سب کے لیے ایک چیلنج تھی یہ مروجہ محسوسات کے لیے چیلنج تھی، مروجہ مشہور عادات و اعمال اور رائج شدہ قوانین اور وہ بلند اقدار جن پر یہود کا ایمان تھا، وہ عادتیں جن میں وہ ایک دوسرے سے آگے بڑھتے تھے اور اس میں ایک دوسرے سے جنگ کرنے پر بھی آجاتے تھے۔ ان سب کے لیے وہ (مسیح) ایک چیلنج تھے ان کی ولادت عام طریقے سے ہٹ کر ہوئی۔ انھوں نے پنگھوڑے میں لوگوں سے بات چیت کی، ایک فقیر اور سب سے ہٹ کر اللہ کی طرف ہو جانے والی ماں کی گود میں پرورش پائی اور ایسی فضا اور ماحول میں زندگی گزاری جو طعنوں سے بھری ہوئی تھی، جو بڑائی اور امیری کے مظاہر سے دور تھی۔ وہ غریب لوگوں کے ساتھ بیٹھتے، انھیں کھلاتے، ان سے پیار کرتے، غریب اور کمزور لوگوں سے ہمدردی سے پیش آتے، امیر اور غریب حاکم و محکوم، شریف اور گھٹیا میں کوئی فرق نہ کرتے تھے۔

۹- مسیحؑ کے معجزے

اللہ نے انھیں نبوت اور وحی سے سرفراز فرمایا، انھیں انجیل دی۔ اور جبریل کے ذریعہ ان کی مدد کرائی اور روشن معجزے دیئے، اللہ ان معجزوں کے ذریعے ان بیماروں کو شفا دیتا تھا جن کے علاج سے ڈاکٹر

عاجز آجاتے، اندھے اور کوڑھی ٹھیک ہو جاتے، وہ اللہ کے حکم سے مُردوں کو زندہ کر دیتے وہ لوگوں کے لیے مٹی سے پرندے بناتے، ان میں پھونکتے وہ اللہ کے حکم سے زندہ ہو جاتے، وہ لوگوں کو جو وہ کھاتے اور جو گھروں میں جمع رکھتے وہ بھی بتا دیتے تھے۔

ان سب (معجزات) سے جو رسولوں کے معجزات کی اطلاع توراۃ میں آئی تھی اور اللہ کی قدرت کی باتیں ان سے لوگوں کا یقین وہ اور بڑھاتے اور ایمان تازہ کرتے تجربہ اور محسوسات کی عبادت کو جھٹلاتے لوگ اللہ کی وسیع قدرت اور ربانی ارادہ سے انکار کرنے لگے وہ اس پر ڈٹ گئے کہ جو علم وہ رکھتے ہیں اور جس کا انھوں نے مشاہدہ کیا ہے اس پر کسی نئی بات یا مزید بات کی گنجائش نہیں۔

۱۰- ان کی دینی دعوت اور یہود کی تکذیب

انھوں (مسیحؑ) نے یہود کو ان بہت سی باتوں میں جو ان کے خیال میں بیٹھی ہوئی تھیں اور ان میں مبالغہ کیا تھا جھٹلایا اور یہودیوں نے اللہ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام اور حرام کو حلال سمجھ رکھا تھا وہ انھیں دین کے مغز اور روح اصل اور حقیقت کی طرف بلاتے تھے، وہ انھیں اللہ سے ایسی محبت کرنے کی طرف بلاتے تھے جو ہر محبت پر غالب ہو۔ اور انسانوں کے ساتھ رحمت و مہربانی اور ان کے احترام، فقیروں کی ہمدردی کی طرف بلاتے تھے وہ انھیں خالص توحید کی طرف بلاتے تھے۔ اور جاہلی عادات اور غلط عقیدے جو نبیوں کے دین میں داخل ہو

گئے تھے سے روکتے تھے۔

۱۱- یہود ان سے لڑائی کی ٹھان لیتے ہیں

یہ سب باتیں یہود پر گراں گزریں اور ان سے جنگ کی ٹھان لی اور انھیں ایک ہی قوس سے مارا، تہمتوں اور بہتانوں کی ان پر یلغار کر دی، انھیں بہت برا کہنا شروع کر دیا، ان کی پاک دامن ماں مریم بتول پر طعنے اور تہمت رکھ دی، ان کی ڈٹ کر مخالفت کی، ان کے لیے بدمعاشوں کو تیار کیا اور ان کے راستے بند کر دیئے۔

۱۲- قرآن میں عیسیٰؑ کا قصہ

پھر ان سے خلاصی پانے اور انھیں قتل کرنے کا ارادہ کر لیا، اللہ نے انھیں بچا لیا، اور ان کی تدبیر انھی پر لوٹا دی، انھیں اپنی طرف اٹھا لیا اور انھیں عزت دی، قرآن میں ان کا قصہ پڑھیئے۔

(اس وقت کو یاد کرو) جبکہ فرشتوں نے (یہ بھی) کہا کہ اے مریمؑ! بیشک اللہ تعالیٰ تم کو بشارت دیتے ہیں ایک کلمہ کی جو من جانب اللہ ہوگا، اس کا نام (لقب) مسیح عیسیٰ بن مریم ہوگا، با آبرو ہوں گے دنیا میں اور آخرت میں اور منجملہ مقربین کے ہوں گے اور آدمیوں سے کلام کریں گے گہوارہ میں (یعنی بالکل بچپن میں بھی) اور بڑی عمر میں بھی اور شائستہ لوگوں میں سے ہوں گے (حضرت مریمؑ) بولیں اے میرے پروردگار! کس طرح ہوگا میرا

بچہ حالانکہ مجھ کو کسی بشر نے ہاتھ نہیں لگایا، اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ ویسے ہی (بلا مرد کے) ہوگا (کیونکہ) اللہ تعالےٰ جو چاہیں پیدا کر دیتے ہیں، جب کسی چیز کو پورا کرنا چاہتے ہیں تو اس کو کہہ دیتے ہیں کہ ہو جا پس وہ چیز ہو جاتی ہے اور اللہ تعالےٰ ان کو تعلیم فرما دیں گے (آسمانی) کتابیں اور سمجھ کی باتیں اور (بالخصوص) توراۃ اور انجیل اور ان کو (تمام) بنی اسرائیل کی طرف بھیجیں گے (پیغمبر بنا کر) میں تم لوگوں کے پاس (اپنی نبوت پر) کافی دلیل لے کر آیا ہوں تمھارے رب کی طرف سے، وہ یہ ہے کہ تم لوگوں کے لیے گارے سے ایسی شکل بناتا ہوں جیسے پرندہ کی شکل ہوتی ہے پھر اس کے اندر پھونک مار دیتا ہوں جس سے وہ (جاندار) پرندہ بن جاتا ہے خدا کے حکم سے اور میں اچھا کر دیتا ہوں مادرزاد اندھے کو اور برص (جذام) کے بیمار کو اور زندہ کر دیتا ہوں مردوں کو خدا کے حکم سے اور میں تم کو بتلا دیتا ہوں جو کچھ اپنے گھروں میں کھا کر آتے ہو اور جو رکھ کر آتے ہو، بلاشبہ ان میں (میری نبوت کی) کافی دلیل ہے تم لوگوں کے لیے اگر تم ایمان لانا چاہو، اور میں اس طور پر آیا ہوں کہ تصدیق کرتا ہوں اس کتاب کی جو مجھ سے پہلے تھی یعنی توراۃ کی اور اس لیے آیا ہوں کہ تم لوگوں کے واسطے بعض ایسی چیزیں حلال کر دوں جو تم پر حرام کر دی گئیں تھیں اور میں تمھارے پاس دلیل (نبوت) لے کر آیا ہوں، حاصل یہ کہ تم لوگ اللہ تعالےٰ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو، بیشک اللہ تعالےٰ میرے بھی رب ہیں اور تمھارے بھی رب ہیں سو تم لوگ اس کی عبادت کرو۔ بس یہ ہے راہ راست۔ سو جب حضرت عیسیٰؑ نے انکار دیکھا تو آپ نے فرمایا کوئی ایسے آدمی بھی ہیں جو میرے مددگار ہو جاویں اللہ کے واسطے حواریین بولے کہ ہم ہیں مددگار اللہ (کے دین) کے ہم اللہ تعالےٰ پر ایمان لائے

اور آپ اس کے گواہ رہیئے ہم اس کے فرمانبردار ہیں۔ اے ہمارے رب! ہم ایمان لے آئے ان چیزوں (یعنی احکام) پر جو آپ نے نازل فرمائیں اور پیروی اختیار کی ہم نے (ان) رسول کی سو ہم کو ان لوگوں کے ساتھ لکھ دیجیے جو تصدیق کرتے ہیں اور ان لوگوں نے خفیہ تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ نے خفیہ تدبیر فرمائی اور اللہ سب تدبیریں کرنے والوں سے اچھے ہیں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے عیسیٰ (کچھ غم نہ کرو) بیشک میں تم کو وفات دینے والا ہوں۔ اور (فی الحال) میں تم کو اپنی طرف اٹھائے لیتا ہوں اور تم کو ان لوگوں سے پاک کرنے والا ہوں جو منکر ہیں اور جو لوگ تمہارا کہنا ماننے والے ہیں ان کو غالب رکھنے والا ہوں ان لوگوں پر جو کہ (تمہارے) منکر ہیں روزِ قیامت تک، پھر میری طرف ہوگی سب کی واپسی سو میں تمہارے درمیان (عملی) فیصلہ کردوں گا ان امور میں جن میں تم باہم اختلاف کرتے تھے۔ تفصیل (فیصلہ کی) یہ ہے کہ جو لوگ (ان اختلاف کرنے والوں میں) کافر تھے سو ان کو سخت سزا دوں گا دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ اور ان لوگوں کا کوئی حامی (طرفدار) نہ ہوگا۔ اور جو لوگ مومن تھے اور انھوں نے نیک کام کیے تھے سو ان کو اللہ تعالیٰ (ان کے ایمان اور نیک کام کا) ثواب دیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ محبت نہیں کرتے ظلم کرنے والوں سے۔ یہ ہم تم کو پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں جو کہ (آپ کے) منجملہ دلائل (نبوت) کے ہے اور منجملہ حکمت آمیز مضامین کے ہے، بیشک حالتِ عجیبہ (حضرت) عیسیٰ علیہ السلام کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشابہ حالتِ عجیبہ (حضرت) آدم علیہ السلام کے ہے کہ ان (کے قالب) کو مٹی سے بنایا پھر ان کو حکم دیا (جاندار) ہو جا بس وہ (جاندار) ہو گئے۔ یہ امر واقعی آپ کے پروردگار کی طرف سے (بتلایا گیا)

سو آپ شبہ کرنے والوں میں سے نہ ہو جائیے "
(آل عمران : ۴۴ تا ۶۰)

۱۳- قرآن میں ان کی سیرت اور دعوت

ان کی سیرت اور دعوت کا وصف جو اللہ نے قرآن مجید میں بیان کیا ہے پڑھیے۔

" وہ بچہ (خود ہی) بول اٹھا کہ میں اللہ کا (خاص) بندہ ہوں، اس نے مجھ کو کتاب (یعنی انجیل) دی اور اس نے مجھ کو نبی بنایا (یعنی نبی بنا دے گا) اور مجھ کو برکت والا بنایا میں جہاں کہیں بھی ہوں اور اس نے مجھ کو نماز اور زکواۃ کا حکم دیا جب تک میں (دنیا میں) زندہ رہوں اور مجھ کو میری والدہ کا خدمت گزار بنایا اور اس نے مجھ کو سرکش بدبخت نہیں بنایا اور مجھ پر (اللہ کی جانب سے) سلام ہے جس روز میں پیدا ہوا اور جس روز مروں گا اور جس روز (قیامت) میں زندہ کرکے اٹھایا جاؤں گا۔"

(مریم : ۳۰ تا ۳۳)

۱۴- پرانی کش مکش

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو بھی وہی پیش آیا جو ان سے پہلے انبیاءؑ کو پیش آیا تھا ان سے رئیس اور امیر لوگ دور ہٹ گئے اور ان امیروں اور طاقتوروں نے انھیں چھوڑ دیا اور ان پر ایمان لانے اور ان کی پیروی میں انھیں شرم و عیب

محسوس ہوئی ریاست و رہنمائی امتیاز اور سیادت کے جس مقام پر تھے وہاں سے (نیچے آنا) اترنا انھیں گراں گزرا اللہ نے سچ فرمایا:-

"اور ہم نے کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا (پیغمبر) نہیں بھیجا مگر وہاں کے خوشحال لوگوں نے یہی کہا کہ ہم تو ان احکام کے منکر ہیں جو تم کو دے کر بھیجا گیا ہے۔ اور انھوں نے یہ بھی کہا کہ ہم مال اور اولاد میں تم سے زیادہ ہیں اور ہم کو کبھی عذاب نہ ہوگا۔"

(السبا: ۳۴-۳۵)

۱۵- عام لوگوں اور فقراء کا ایمان

جب عیسیٰؑ ان سے مایوس ہو گئے اور ان میں ضد اور کفر کا مشاہدہ کر لیا اور جان لیا کہ جو صاف کھلی نشانیاں اور معجزات وہ لے کر آئے ہیں اس کا انھوں نے انکار کر دیا ہے جن کا انھیں یقین کر لینا چاہیئے تھا اور وہ انہیں چھوٹا سمجھتے ہیں اس لیے کہ وہ طاقتور ہیں نہ مالدار - انھوں نے عام لوگوں اور فقیروں کا رخ کیا۔ ان کے دل نرم ہو گئے - اور ان کے نفس پاکیزہ ہو گئے اس لیے کہ وہ اپنے داہنے ہاتھ کی محنت اور خون پسینے کی کمائی سے کھاتے تھے وہ نسبی لحاظ سے ایک دوسرے پر فخر کرتے اور نہ عزت وجاہ اور منصب میں ایک دوسرے سے بازی لگاتے ان میں ایک جماعت ایمان لے آئی، ان میں دھوبی اور مچھلیاں پکڑنے والے اور اہل حرفت اور پیشوں والے لوگ تھے۔

۱۶- ہم اللہ کے انصار ہیں

پس وہ مسیحؑ پر ایمان لے آئے اور ان کے ارد گرد جمع ہو گئے اور اپنے ہاتھ ان کے ہاتھ میں دے دیئے اور کہا ہم اللہ کے انصار ہیں، اللہ فرماتا ہے۔

" سو جب حضرت عیسیٰؑ نے ان سے انکار دیکھا تو آپ نے فرمایا کوئی ایسے آدمی بھی ہیں جو میرے مددگار ہو جاویں اللہ کے واسطے، حواریین بولے کہ ہم ہیں مددگار اللہ (کے دین) کے، ہم اللہ تعالےٰ پر ایمان لائے اور آپ اس کے گواہ رہیئے کہ ہم فرمانبردار ہیں۔ اے ہمارے رب ہم ایمان لے آئے ان چیزوں (یعنی احکام) پر جو آپ نے نازل فرمائیں اور پیروی اختیار کی ہم نے (ان) رسول کی، سو ہم کو ان لوگوں کے ساتھ لکھ دیجیے جو تصدیق کرتے ہیں"؛ (آل عمران: ۵۲-۵۳)

۱۷- ان کی سیاحت اور دعوت

سیدنا عیسیٰؑ اپنے اکثر اوقات سیاحت اور ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے میں گزارتے، وہ بنی اسرائیل کو اللہ کی طرف بلاتے اور ان کی گمشدہ بھیڑوں کو ان کے رب اور مالک کی طرف بلاتے، ان دعوتی چلنے پھرنے کے پروگراموں میں آسانی اور تکلیف تنگی اور کشائش ان کا ساتھ دیتی، وہ صبر سے اسے برداشت کرتے اور اسے شکر سے قبول کرتے، بھوک پر صبر کرتے اور قوت لایموت پر گذارہ کرتے (یعنی جو مل جاتا اس پر گذارہ کرتے)

۱۸- مددگار آسمانی دسترخوان طلب کرتے ہیں

مددگار صبر سختی برداشت کرنے، ثبات اور زہد کے اس درجہ پر نہ تھے جب انھیں قدرے تکلیف پہنچی تو انھوں نے سیدنا عیسیٰؑ سے طلب کیا کہ وہ اللہ سے مانگیں کہ وہ ان کے لیے آسمان سے دسترخوان اتارے جس سے وہ کھاتے رہیں اور بھوک کے بعد سیر ہوجایا کریں اور تکلیف کے بعد آرام و نعمت پائیں۔

۱۹- بے ادبی

اپنے سوال میں مؤدب نہ تھے، انھوں نے کہا "کیا تیرا رب طاقت رکھتا ہے کہ ہم پر آسمان سے دسترخوان اتارے؟"

(المائدہ)

عیسیٰؑ کو ان کے سوال پر کوئی تعجب نہ ہوا، جس انداز سے انھوں نے خطاب کیا تھا وہ انھیں پسند نہ آیا، سب نبی اپنی امتوں سے ایمان بالغیب کا مطالبہ کرتے ہیں اور اسی کا مکلف بناتے ہیں، معجزات کھلونے نہیں ہیں جن سے بچوں کو کھلایا جائے اور تسلی دی جائے۔ بلکہ وہ تو اللہ کی نشانیاں ہیں جو اللہ نبیوں کے ہاتھ پر جب چاہتا ہے ظاہر کرتا ہے اور ان کی وجہ سے بندوں پر اللہ کی حجت قائم ہوتی ہے۔ ان کے ظہور اور انکار کے بعد مہلت نہیں ملتی۔

۲۰ - اپنی قوم کو بُرے انجام سے ڈراوا

اس وجہ سے سیدنا عیسیٰؑ کو ان پر خوف ہوا، انھیں بُرے انجام سے ڈرایا اور انھیں اللہ تعالیٰ کے امتحان سے روکا کہ وہ اس سے کہیں بلند و بالا ہے۔

۲۱ - ان کا اصرار و زاری

لیکن حواری اپنے سوال پر اڑے رہے اور کہا کہ وہ صحیح سنجیدگی . . . . سے یہ سوال کرتے ہیں۔ امتحان کا ارادہ نہیں کرتے، بلکہ اطمینان چاہتے ہیں اور تاکہ یہ آنے والی نسلوں کے لیے یادگار ہو، اور ایسا قصّہ ہو جو بیان کیا جائے اور زمانے کے ساتھ ساتھ اس کی روایت کی جاتی رہے، پس یہ اس دین کی سچائی کی دلیل اور سچے حواریوں اور پہلے مومنوں کی قدر و منزلت ہوگی۔

۲۲ - قرآن قصّہ بیان کرتا ہے

قرآن کو یہ قصہ بیان کرنے دیجیے۔

" وہ وقت قابل دید ہے جبکہ حواریین نے عرض کیا کہ اے عیسیٰؑ ابن مریم! کیا آپ کے رب ایسا کر سکتے ہیں کہ ہم پر آسمان سے کچھ کھانا نازل فرمائیں؛

آپ نے فرمایا کہ خدا سے ڈرو اگر تم ایمان دار ہو، وہ بولے کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس میں سے کھائیں اور ہمارے دلوں کو پورا اطمینان ہو جائے۔ اور ہمارا یہ یقین اور بڑھ جائے کہ آپ نے ہم سے سچ بولا ہے اور ہم گواہی دینے والوں میں سے ہو جائیں۔ عیسیٰؑ ابن مریم نے دعا کی کہ اے اللہ! اے ہمارے پروردگار! ہم پر آسمان سے کھانا نازل فرمایئے کہ وہ ہمارے لیے یعنی ہم جو اوّل ہیں اور جو بعد ہیں سب کے لیے ایک خوشی کی بات ہو جائے اور آپ کی طرف سے ایک نشان ہو جائے اور آپ ہم کو عطا فرمایئے اور آپ سب عطا کرنے والوں سے اچھے ہیں۔ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں وہ کھانا تم لوگوں پر نازل کرنے والا ہوں پھر جو شخص تم میں سے اس کے بعد ناحق شناسی کرے گا تو میں اس کو ایسی سزا دوں گا وہ سزا دنیا جہان والوں میں سے کسی کو نہ دوں گا"۔

(سورہ انعام ۱۱۲ - ۱۱۵)

۲۳- یہود سیدنا عیسیٰؑ سے چھٹکارے کی کوشش کرتے ہیں

یہود کے صبر ان کی ضد اور عداوت کا پیمانہ لبریز ہو گیا، انھوں نے سیدنا عیسیٰؑ سے چھٹکارا حاصل کرنے کا ارادہ کیا، وہ رومی حاکم کے پاس ان کا کیس لے گئے اور کہا کہ یہ بھڑکانے والا آدمی ہے۔ گمراہی کے باعث ہمارے دین سے نکل گیا ہے وہ اشتراکی ہے اور آزاد ہے اور ہمارے جوانوں کو قابو کر لیا۔ وہ اس پر فریفتہ ہو گئے، ہمارا کام جدا کر دیا، ہمارے عقلمندوں کو بیوقوف بنایا اور ہمارے کام میں حائل ہو گیا۔

۲۴۔ سیاسیوں اور بدلہ لینے والوں کا انداز

وہ حکومت کے لیے بھی خطرہ ہے وہ کسی نظام کو مانتا ہے نہ کسی قانون کی پابندی کرتا ہے بڑے کو بڑا نہیں جانتا اور قدیم کو مقدس نہیں سمجھتا، وہ باغی ہے اگر اس کے شر کو روکا نہ گیا تو وہ تباہی لے آئے گا اور شرارہ کو کبھی چھوٹا نہیں سمجھنا چاہیئے کہ آگ لگا دینے کے لیے کافی ہے۔

۲۵۔ مکر و چال

اُن کا کلام مکر و فریب سے پُر اور سیاسی رنگ میں رنگا ہوا تھا، وہ جانتے تھے کہ دینی حصّہ حکام کو اُبھارتا ہے اور نہ بھڑکاتا ہے ان کی سیاست میں یہ بات تھی کہ یہود کے دینی امور میں مداخلت نہ کی جائے اسی وجہ سے انھوں نے کلام کو سیاست کا رنگ دیا۔

۲۶۔ مشکل

بیرونی مشرک حاکموں کے لیے بات کی حقیقت تک پہنچنا مشکل تھا وہ مسیح سے ان کی عداوت اور یہود کی اغراض سے واقف تھے اور وہ اپنے انتظامی امور میں لگے ہوئے تھے جو ان کے لیے کافی تھے، مگر یہود کا اصرار بہت بڑھ گیا، ان کے تردد نے طول کھینچا تو انھوں نے اس کیس سے خلاصی پانے کا

ارادہ کر لیا جو شہر کی بات بنا ہوا تھا۔

۲۷۔ سیدنا مسیح عدالت میں

وہ جمعہ کا دن عصر کے بعد سنیچر کی شام تھی اور یہود ہفتہ میں کچھ نہیں کرتے ان کی چھٹی اور کام سے رکنے کا دن تھا۔ انھیں بس اس بات کی حرص تھی کہ کسی طرح جمعہ کی مغرب سے پہلے حکم صادر ہو، مسیح کے بارے میں انھیں آرام ملے آرام سے سوئیں اور خوشی سے صبح کریں، انھیں کوئی پریشانی نہ ہو۔

حاکم اس مقدمہ پر بہت تنگ ہوا اسے اس میں کوئی دلچسپی تھی اور نہ اس کی رعایا کی کوئی مصلحت، اور یہود فیصلہ سننے کے لیے جمع ہو گئے اور وہ چیخ و پکار کر رہے تھے اور پھاڑنے والے..... حاکم پریشان تھے اور وقت مختصر..... سورج غروب کی طرف مائل تھا، اس نے پھانسی دے کر قتل کا فیصلہ دے دیا۔

۲۸۔ اس زمانے کا مجرمانہ قانون

اس زمانہ میں مجرمانہ قانون (CRIMINAL LAW) کے مطابق ضروری تھا کہ جس کے بارے میں لٹکانے کا فیصلہ دیا جائے وہی اس صلیب کو اٹھا کر لاتا تھا، اور پھانسی کی جگہ (GALLOWS) دور تھی جیسا کہ تہذیب یافتہ ملکوں میں عادت ہے، بھیڑ بہت زیادہ تھی ایک دوسرے پر لوگ گر رہے تھے اور سپاہی اور ان میں سے اکثر باہر کے لوگ اور ملازم تھے، انھیں اس کیس

میں کوئی دلچسپی نہ تھی، اسرائیلی ایک دوسرے سے ملتے جلتے تھے، ان کے کام کے بارے میں شبہ پڑتا تھا ان میں تمیز نہیں ہو پاتی تھی - غیروں کی حالت غیروں کی نظر میں - شام کا وقت تھا، اندھیرا چھا گیا تھا، بعض یہودی اور جوانوں میں بیوقوف غیرت مند جناب مسیح پر ٹوٹ ٹوٹ پڑتے تھے، انھیں بُرا بھلا کہتے عار دلاتے، انھیں تکلیف دینا اور ان کی توہین کرنا چاہتے تھے۔

۲۹- عیسیٰؑ تکلیف اٹھاتے تھے

جناب مسیح بہت تھکے ہوئے تھے - انھیں تکلیف دیر تک رہنے اور تکلیف برداشت کرنے نے تھکا دیا تھا اور صلیب بھاری تھی، انھیں اس کے اٹھانے کا پابند بنایا گیا تھا، وہ جلدی سے چل نہیں سکتے تھے۔

۳۰- خدائی تدبیر

یہاں متعلقہ سپاہی نے ایک اسرائیلی جوان کو لکڑی اٹھالانے کو کہا، وہ اپنے ساتھیوں میں سے زیادہ غیرت والا اور بیوقوفی کے لحاظ سے زیادہ بیوقوف اور جناب مسیح کو ایذاء دینے میں سب سے زیادہ حریص تھا وہ جلدی سے لے آیا تاکہ کام جلد ختم ہو اور اس تباہ کن ذمہ داری سے خلاصی پائے۔

۳۱- لیکن انھیں مغالطہ ہوا

اس طرح لکڑی پہنچ گئی پھانسی کے دروازے تک، پھانسی کے سپاہی

آگے بڑھے اور شہری پولیس سے کام اپنے ہاتھ میں لے لیا اور انھوں نے جوان کو صلیب اُٹھائے ہوئے دیکھا اور گرد پڑے ہوگئے، چیخ و پکار زیادہ ہوگئی انھوں نے اس کے ہاتھ سے صلیب لی، انھیں اس کے پھانسی پانے کے بارے میں کوئی شک نہ تھا کہ اسی کا فیصلہ ہوا ہے۔ وہ چیخ و پکار کر رہا تھا۔ اور اپنی برأت کا اظہار کر رہا تھا کہ اس کا فیصلہ اور سولی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اسے مذاق اور ظلم سے لکڑی اُٹھالانے کو کہا گیا ہے، پھانسی والے سپاہی اس طرف آہی نہیں رہے تھے، وہ اس کی زبان بھی نہیں سمجھتے تھے اس لیے کہ وہ روم اور یونان سے تھے جن کی حکومت تھی۔

۳۲ - حکم کا نفاذ

ہر مجرم اپنے جرم سے نکلنا چاہتا ہے، ہر مجرم چیخ و پکار کرتا ہے۔ انھوں نے اسے پکڑا اور اس پر پھانسی کا قانون نافذ کردیا، یہود دور کھڑے تھے اور دن اور رات اور تاریک تھی اور انھیں یقین تھا کہ جسے پھانسی دی گئی ہے وہ مسیح ہے۔

۳۳ - عیسیٰؑ کا آسمان کی طرف اٹھایا جانا

جہاں تک جناب عیسیٰؑ ابن مریم کا تعلق ہے انھیں اللہ تعالیٰ نے یہود کی چال و مکر سے نجات دی اور انھیں نہایت عزت اور پاک حالت میں ان کافروں کے ہاں سے اپنی طرف اٹھا لیا۔

۳۴۔ قرآن قصہ بیان کرتا ہے

اور یہ اللہ کا قول ہے اور وہ یہود کے بارے میں ہے۔

"اور ان کے کفر کی وجہ سے اور حضرت مریم علیہا السلام پر ان کے بڑا بھاری بہتان دھرنے کی وجہ سے اور ان کے اس کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے مسیح عیسےٰ ابن مریم کو جو کہ رسول ہیں اللہ تعالےٰ کے، قتل کر دیا حالانکہ انھوں نے نہ ان کو قتل کیا اور نہ ان کو سولی پر چڑھایا لیکن ان کو اشتباہ ہو گیا اور جو لوگ ان کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں وہ غلط خیال میں ہیں، ان کے پاس اس پر کوئی دلیل نہیں بجز تخمینی باتوں پر عمل کرنے کے اور انھوں نے ان کو یقینی بات ہے کہ قتل نہیں کیا بلکہ ان کو خدا تعالےٰ نے اپنی طرف اٹھا لیا ہے اور اللہ تعالےٰ بڑے زبردست حکمت والے ہیں"۔

(النساء : ۱۵۶ - ۱۵۸)

اور وہ آسمان میں ہیں جیسے اللہ نے چاہا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ان کی ولادت عجیب، زندگی عجیب، شروع سے لے کر آخر تک تمام کام عجیب اور معجزہ اللہ کی قدرتِ مطلقہ ثابت کرنے والا تھا۔

۳۵۔ قیامت کے قریب عیسیٰؑ کا نزول

جب اللہ چاہے گا وہ آسمان سے اتریں گے، جنھوں نے ان کے بارے میں یہود و نصاریٰ میں سے کمی بیشی کی ان پر دلیل قائم کریں گے۔ حق کی مدد

کریں گے اور اہل باطل کو جیسا کہ ہمارے نبی پاکؐ نے خبر دی ہے، مٹا دیں گے، ان کے بارے میں صحیح اور متواتر احادیث آئی ہیں۔ جن پر ہر زمانے کے مسلمانوں نے اعتقاد رکھا ہے اور اللہ نے سچ فرمایا۔

"اور کوئی شخص اہل کتاب سے نہیں رہتا مگر وہ عیسیٰؑ علیہ السلام کے اپنے مرنے سے پہلے ضرور تصدیق کر لیتا ہے اور قیامت کے روز وہ ان پر گواہی دیں گے۔"

(النساء: ۱۵۹)

۳۶۔ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی خوشخبری

جناب مسیح اپنی کمزوری اور حامیوں کی کمی، یہود کی سخت مخالفت اور ان کی سازش کے باعث اپنا دعوتی کام مکمل نہ کر سکے انھوں نے لوگوں کو خدا حافظ کہا اور اپنے رب کے حکم پر چلے اور لوگوں کو اپنے بعد ایک رسول کے آنے کی خوشخبری دی جو اس کی تکمیل کریں گے جو انھوں نے شروع کیا اور اسے عام کریں گے جو خود انھوں نے خاص کیا اور ان کی وجہ سے بندوں پر اللہ کی نعمت پوری ہوگی اور اس کی مخلوق پر حجت قائم ہوگی۔

"اور (اسی طرح وہ وقت بھی قابل ذکر ہے) جبکہ عیسیٰ ابن مریم نے فرمایا کہ اے بنی اسرائیل میں تمھارے پاس اللہ کا بھیجا ہوا آیا ہوں کہ مجھ سے جو پہلے توراۃ (آچکی) ہے میں اس کی تصدیق کرنے والا ہوں اور میرے بعد جو ایک رسول آنے والے ہیں جن کا نام (مبارک) احمد ہوگا میں ان کی بشارت دینے والا ہوں۔"

(الصف: ۶)

۲۷۔ خالص توحید سے الجھے ہوئے عقیدہ کی طرف

مذاہب کی تاریخ کی عجیب و غریب باتوں میں سے جس پہ آنکھیں آنسو بہاتی اور دل پگھلتے ہیں وہ یہ کہ مسیح کی دعوت جو خالص توحید، آسان عمدہ دین، جو ہر پیچیدگی اور الجھاؤ، ہر قسم کی تبدیلی اور تاویل سے پاک تھی اور صرف ایک اللہ کی عبادت، اسی سے مانگنے، اسی سے التجا کرنے اور خالص اسی سے محبت رکھنے کی دعوت تھی، وہ الجھے ہوئے عقیدہ اور سمجھ میں نہ آنے والے فلسفہ میں تبدیل ہو گئی۔ ان کے پیروؤں نے اس میں بہت مبالغہ کیا اور انھیں اتنا بڑھایا کہ وہ انسانی حدود سے نکل کر خدائی حدود تک جا پہنچے انھوں نے کہا "مسیح اللہ کا بیٹا ہے" اور کہا "اللہ نے بیٹا بنایا" اور کہا "بیشک اللہ مسیح ابن مریم ہی ہے" انھوں نے ایک ذات جو بے نیاز ہے اور جو خود کسی کی اولاد ہے نہ اس کی اولاد ہے اسے تین ممبروں پر مشتمل ایک خاندان قرار دے دیا ہر ایک ان میں سے خدا ہے، انھوں نے کہا رب، بیٹا اور روح القدس (جبریل) انھوں نے مریم کے بارے میں یہ عقیدہ رکھا کہ وہ مسیح کی ماں ہیں اور ان کے ساتھ وہ معاملہ کیا جو انھیں تقدیس اور عبادت کے درجے تک پہنچا دیتا ہے۔ انھوں نے کہا "وہ اللہ کی ماں ہیں" ان کی صورتیں اور مورتیں گرجوں میں عام کر دیں، ان کے سامنے عیسائی بڑی لجاجت سے جھکتے اور دعا کرتے، نذریں مانتے اور جھکتے ہیں، اللہ نے ان کے اس عقیدہ کی تردید کرتے ہوئے اور ان کے فعل کی برائی بیان کرتے ہوئے کہا ہے۔

"مسیح ابن مریم کچھ بھی نہیں صرف ایک پیغمبر ہیں جن سے پہلے اور بھی پیغمبر گزر چکے ہیں۔ ان کی والدہ ایک ولی بی بی ہیں، دونوں کھانا کھایا کرتے تھے، دیکھئے توہم کیونکر دلائل ان سے بیان کر رہے ہیں، پھر دیکھیے وہ اُلٹے کدھر جارہے ہیں۔ آپ فرمائیے کیا خدا کے سوا ایسے کی عبادت کرتے ہو جو کہ تم کو نہ کوئی ضرر پہنچانے کا اختیار رکھتا ہو اور نہ نفع پہنچانے کا، حالانکہ اللہ تعالٰی سب سنتے ہیں سب جانتے ہیں۔" (المائدہ: ۷۵-۷۶)

۲۸۔ عیسیٰؑ ایک اللہ کی عبادت کیطرف دعوت دیتے ہیں

انھوں نے دیگر انبیاءؑ کی طرح ایک اللہ کی عبادت کی طرف دعوت دی۔ انجیل میں ان کا قول موجود ہے۔

"اللہ کے لیے لکھا ہوا۔۔۔۔ اپنے معبود کو سجدہ کرو اور تنہا اسی کی عبادت کرو۔" (متی: ۴-۱۰)

اور ان کا ایک اور قول بھی ہے "صرف اپنے معبود کو سجدہ کر اور اسی ایک کی عبادت کر۔" (لوقا ۴: ۸)

اللہ تعالٰی نے فرمایا :۔

"کسی بشر سے یہ بات نہیں ہوسکتی کہ اللہ تعالٰی اس کو کتاب اور فہم اور نبوت عطا فرمائیں پھر وہ لوگوں سے کہنے لگے میرے بندے بن جاؤ خدا تعالٰی کو چھوڑ کر، لیکن کہے گا تم لوگ اللہ والے بن جاؤ بوجہ اس کے کہ تم کتاب سکھاتے ہو اور بوجہ اس کے کہ پڑھتے ہو اور نہ یہ بات تبلادے گا کہ تم فرشتوں کو اور نبیوں کو رب قرار دے لو، کیا وہ تم کو کفر کی بات تبلادے

گا بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو"

(آلِ عمران : ۷۹ - ۸۰)

۳۹ - قرآن عیسیٰؑ کی دعوت کی تصریح کرتا ہے

قرآن نے نقل کیا ہے اور وہ اپنے سے پہلے کی کتابوں کی تصدیق اور حفاظت کرتا ہے، جناب عیسیٰؑ کے صاف اور واضح انداز میں خالص توحید اور اس کی طرف دعوت دینے کا اعلان کرتا ہے جس پر کوئی اضافہ نہیں ہو سکتا۔

"بے شک وہ لوگ کافر ہو چکے جنھوں نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ عین عیسیٰؑ ابن مریم ہے حالانکہ مسیح نے خود فرمایا تھا کہ اے بنی اسرائیل تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے بیشک جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک قرار دے گا سو اس پر اللہ تعالیٰ جنت کو حرام کر دے گا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے، ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا"

(المائدہ : ۷۲)

۴۰ - ان کی دعوت میں توحید کا مقام

اور پیارے اور بلیغ انداز میں اور ہر وہ شخص جو توحید کے مقام اور نبیوں کی سیرت سے واقف ہے اس سے لطف اندوز ہوتا ہے اور جو اللہ کی معرفت اور اس کے سامنے جھکنے اور اس سے ڈرنے کے لیے انھیں ڈھالا گیا۔

"مسیح ہرگز خدا کے بندے بننے سے عار نہیں کریں گے اور نہ مقرب فرشتے اور جو شخص خدا تعالےٰ کی بندگی سے عار کرے گا اور تکبر کرے گا تو خدا تعالےٰ ضرور سب لوگوں کو اپنے پاس جمع کریں گے پھر جو لوگ ایمان لائے ہوں گے اور انھوں نے اچھے کام کیے ہوں گے تو ان کو ان کا پورا ثواب دیں گے اور ان کو اپنے فضل سے اور زیادہ دیں گے اور جن لوگوں نے عار کیا ہوگا اور تکبر کیا ہوگا تو ان کو سخت دردناک سزا دیں گے اور وہ لوگ کسی غیر اللہ کو اپنا یار اور مددگار نہ پائیں گے۔" (النساء: ۱۷۲-۱۷۳)

۴۱۔ قیامت کے مناظر میں سے ایک دلکش منظر

قرآن نے اپنی بلاغت اور اعجاز سے قیامت کے مناظر میں سے ایک دلکش منظر کی تصویر کشی کی ہے جناب عیسیٰؑ اس سے برأت ظاہر کریں گے جو کچھ لوگوں نے ان کے بارے میں اپنی طرف سے کہا اور جیسا ان سے معاملہ کیا، وہ پوری قوت اور سچائی سے اپنی دعوت کی صفائی بیان کریں گے اور اپنی امت کے اس کیس میں غلو کرنے والوں کو بتائیں گے اور یہ کہ وہ تنہا ہی اس جرم کے ذمہ دار ہیں، قرآن پڑھیئے اور موقف کا جلال اور منظر کی عمدگی کا اندازہ لگائیے۔

"اور وہ وقت بھی قابلِ ذکر ہے جبکہ اللہ تعالےٰ فرمائیں گے کہ اے عیسیٰؑ ابن مریم کیا تم نے ان لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو بھی علاوہ خدا کے معبود قرار دے لو، عیسیٰؑ عرض کریں گے (توبہ توبہ) میں تو آپ کو (شریک سے) منزہ سمجھتا ہوں مجھ کو کسی طرح زیبا نہ تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کے کہنے کا مجھے کوئی حق نہیں، اگر میں نے کہا ہوگا تو آپ کو اس کا علم ہوگا، آپ تو میرے

دل کے اندر کی بات بھی جانتے ہیں اور میں آپ کے علم میں جو کچھ ہے اس کو نہیں جانتا۔ آپ غیبوں کے جاننے والے ہیں، میں نے تو ان سے اور کچھ نہیں کہا مگر صرف وہی جو آپ نے مجھ سے کہنے کو فرمایا تھا کہ تم اللہ تعالیٰ کی بندگی اختیار کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے اور میں ان پر مطلع رہا جب تک ان میں رہا، پھر جب آپ نے مجھ کو اٹھا لیا تو آپ ان پر مطلع رہے اور آپ ہر چیز کی پوری خبر رکھتے ہیں اگر آپ ان کو سزا دیں گے تو یہ آپ کے بندے ہیں اور اگر آپ ان کو معاف کردیں گے تو آپ زبردست ہیں حکمت والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ یہ وہ دن ہے کہ جو لوگ سچے تھے ان کا سچا ہونا ان کے کام آئے گا، ان کو باغ ملیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے، اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور خوش اور یہ اللہ تعالیٰ سے راضی اور خوش ہیں، یہ بڑی بھاری کامیابی ہے۔ اللہ ہی کی ہے سلطنت آسمانوں کی اور زمین کی اور ان چیزوں کی جو ان میں موجود ہیں اور ہر شے پر پوری قدرت رکھتے ہیں۔" (سورۃ المائدہ ۱۱۶ — ۱۲۰)

۴۲۔ الجھے ہوئے عقیدہ سے عام بت پرستی کی طرف

مسیحیت کا پرچار کرنے والے ازخود یورپ منتقل ہوئے (اس لیے کہ انھیں مسیح نے ایسا حکم ہی نہیں دیا تھا انھوں نے خود تصریح کی تھی کہ وہ بنی اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں کی طرف بھیجے گئے ہیں) ان میں عرصہ سے بت پرستی راہ پا گئی تھی وہ اس میں ٹھوڑیوں تک ڈوبے ہوئے تھے، یونانی بت پرست تھے، انھوں نے اللہ کی صفات بہت سے معبودوں کو دے دیں ان کی مورتیں بناڈالیں،

ان کے لیے عبادت گاہیں بنالیں، رزق کا الگ خدا ہے، رحمت کا الگ اور قہر کا الگ، رومی بت پرستی اور خرافات میں غرق تھے، بت پرستی ان کے گوشت اور خون میں مل گئی تھی اور بت پرستی کا ان سے تعلق جسم اور خون کا تھا، روم والے بہت سے معبودوں کی عبادت کرتے تھے۔ جب ان تک عیسائیت پہنچی اور بڑا قسطنطین ۳۰۶ م میں عیسائی ہوگیا وہ نئے دین سے چمٹ گیا اور اس سے بہت قریب ہوگیا اسے حکومت کا سرکاری مذہب قرار دیا۔ مذہب عیسائیت نے رومی تقالید، یونانی فلسفہ اور بت پرستی سے بہت کچھ لے لیا۔ اور آہستہ آہستہ اس کے قریب ہوتا گیا اور نبوی تعلیمات کی اصل مشرقی کشائش اور توحیدی غیرت مفقود ہوتی چلی گئی، اس میں بعض منافق داخل ہوگئے انھوں نے اس میں اپنے پرانے عقائد اور بت پرستی کے ذوق کو بھی جگہ دی اس سے ایک نیا دین سامنے آگیا جس میں عیسائیت اور بت پرستی دونوں کا یکساں امتزاج صاف ظاہر ہوتا ہے اس طرح حملہ آور عیسائیت اس راستہ سے ہٹ کر چل پڑی۔ جس پر مسیح چلے تھے اور اس کی دعوت دی تھی اور عیسائیت اس راہی کی طرح ہوگئی جو جان بوجھ کر یا بن جانے راستہ سے بھٹک گیا ہو اور وہ بھی رات میں، ایسا شخص آخر تک پہلے راستہ پر نہیں آسکتا اور یہ باریک حکمت اور نکتہ صرف وہی جانتا ہے جس نے اس دین کا تاریخی مطالعہ کیا ہو اللہ نے ان کی گمراہی کا وصف بیان کیا ہے جیسے یہود کا وصف مغضوبیت بیان کیا ہے۔ مسلمانوں کی زبان سے کہا "اھدنا الصراط المستقیم" اس میں یورپ کا سانحہ ہے، انسانیت کا سانحہ ہے جس نے ایک عرصہ دراز تک اسے چلایا ہے اور برابر اسی پر اس تسلط کا عمل ہے ؎ اور اللہ کے لیے امر ہے پہلے بھی اور بعد بھی"۔

القادر پرنٹنگ پریس